ہوتی۔ کوئی بھی عذر نہیں چلتا۔ کھڑا ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے، بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا تو اشاروں سے پڑھے، قبلہ رخ نہیں ہو سکتا تو دوسری طرف رخ کر کے نماز پڑھے۔ پانی نہ ہو تو تیمم کر کے پڑھے، خون بہ رہا ہو، پیشاب چل رہا ہو تو اسی حال میں اور اسی عذر میں بھی آپ کی نماز درست اور صحیح ہے۔

میدان جنگ میں تلواریں چمکتی ہوں۔ تیر اور گولے برستے ہوں۔ تب بھی آدھا لشکر آ کر امام کے پیچھے جماعت کے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھے۔ پھر وہ لوٹ کر دشمنوں کے مقابلے کے لئے جائے اور دوسرا آدھا لشکر آ کر امام کے ساتھ دوسری رکعت پڑھے۔ پھر یہ جا کر دشمنوں کو سامنے ہوں اور وہ آ کر نماز پوری کریں۔ یہ ترتیب نماز کی قرآن کریم میں مذکور ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میدانِ کربلا میں امام حضرت حسین کو سجدہ کی حالت میں دشمنوں نے شہید کیا۔ دشمنوں کے ایسے سخت گھیرے میں بھی امام صاحب نے نماز نہ چھوڑی۔ حضرت علیؓ کا جسم مبارک زخموں سے چور چور ہو چکا تھا اور کوئی تیر ان کے جسم میں رہ گیا تھا۔ معالج نے کہا کہ میں آپریشن کر کے تیر نکال دوں۔ آپ نے اجازت نہ دی۔ آپ کے غلام قنبر نے کہا کہ صبر کرو، میں بندوبست کرتا ہوں۔ وضو کے لئے پانی لے آیا اور کہا کہ حضور اٹھئے اور وضو کیجئے اور نماز پڑھئے، کیونکہ نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ آپ نے اٹھ کر وضو کیا اور نماز میں مشغول ہو گئے۔ معالج نے آپریشن کر کے تیر نکال لیا۔ کہتے ہیں عذر گناہ بدتر از گناہ۔ یعنی غسل کی حاجت ہے۔ بابا باہر واٹر کورس بہ رہا ہے، مسجد کا کنواں بھی ہے، جا کر غسل کرو۔ جا کر کپڑے پاک کرو اور تہبند باندھ کر نماز پڑھو۔ یہ کونسا نامعقول عذر ہے؟ تمہارے کپڑے ناپاک ہونے سے تجھ پر سے نماز تو معاف نہیں ہو گی۔

صحابہ کرام کے زمانے میں کوئی بھی گناہ کفر جیسا نہ سمجھتے تھے مگر نماز

نہ پڑھنے کو کفر سمجھتے تھے۔ کیونکہ دین کا سر ہے نماز، دوسرے اعمال ہیں اعضا، اعضا کٹے ہوئے ہوں گے تو انسان بچ سکتا ہے۔ لیکن اگر سر کاٹ لیا گیا تو انسان خلاص، حیاتی ختم۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

"مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ کَفَرَ۔"

یعنی جس شخص نے جان بوجھ کر نماز ترک کی تحقیق اس نے کفر کیا۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل کے مذہب میں بے نمازی کو کافر کہتے ہیں۔ امام شافعی کے ہاں بے نمازی کو بادشاہ قتل کر سکتا ہے، مگر امام صاحب ابوحنیفہ کے ہاں وہ شخص فاسق فاجر ہے، اس کو حبس یعنی قید کیا جائے گا، جیل میں رکھا جائے گا تاآنکہ وہ توبہ تائب ہو۔ بے نمازی سے جنگل کے درندے اور جانور بھی توبہ کرتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں۔

شیطان ہزار مرتبہ بہتر ز بے نماز
کہ سجدہ پیش آدم و این پیش حق نہ کرد

یعنی بے نمازی سے شیطان ہزار مرتبہ بہتر ہے کہ اُس نے تو آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کیا اور یہ خود خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ نہیں کرتا۔

اپنے سندھ ملک میں نماز بہت ضعیف ہے۔ خاص خاندان کے بڑے لوگ بھی نماز نہیں پڑھتے تو دوسرے عام خلق کا کیا حال ہوگا۔ ہم نے بہت سے ممالک دیکھے ہیں، لیکن سندھ جیسی نہ کہیں مہمان نوازی دیکھنے میں آئی اور نہ ہی بے نمازی، اگر یہ مہمان نوازی اور رحمدلی ان میں نہ ہوتی تو پتہ نہیں سندھ کا کیا حال ہوتا۔

ضروری گذارش

دیکھا گیا ہے کہ ریل گاڑی میں جو نماز کے متقی اور پابند حضرات ہیں، ان سے بھی نماز کے اوقات قضا ہوجاتے ہیں، یا وضو کے لئے پانی دستیاب نہیں یا ریل گاڑی میں جگہ نہیں ملی یا گاڑی اسٹیشن پر تھوڑا وقت رکی۔ پہلے تو عیسائیوں کی حکومت تھی، اسلامی ارکان کی شناس ان میں نہ تھی، اب تو اسلامی حکومت پاکستان کی ہے۔ نماز (جو) اسلام کا بڑا رکن ہے، نماز کے بغیر مسلمان صحیح نہیں ہے۔ پھر کیوں اسلامی حکومت نماز قائم کرنے کا بندوبست نہیں کرتی؟ بلکہ مسلمانوں کی نمازوں اور فرضوں میں رکاوٹیں ڈالے ہوئے ہیں۔ دوسرے اتنے بندوبست اور کام ہوسکتے ہیں، راستوں پر، پلوں پر، سوئی گیس پر کروڑہا روپے خرچ ہورہے ہیں، تو کیا نماز کا بندوبست نہیں ہوسکتا؟ اسٹیشن پر ۱۵-۲۰ منٹ گاڑی روکی جائے یا ٹرین میں مخصوص ڈبہ لگایا جائے۔ مطلب یہ کہ مسلمانوں کو عموماً اور کونسل کے ممبران اور وزراء کو خصوصاً اس ضروری کام اور اسلامی فریضے کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور متفقہ آواز سے مطالبہ کرنا چاہیے کہ ایسا غضب، یہ ظلم مسلمانوں کے ساتھ کیوں ہورہا ہے۔ کسی غریب مہاجر کی اگر جھگی مسمار ہوتی ہے تو لوگ آسمان سر پر اٹھالیتے ہیں۔ باقی اسلام کا گھر ڈھایا جائے اور بڑا رکن گرادیا جائے تو (کسی کو) کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَھَا فَقَدْ اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ تَرَکَھَا فَقَدْ ھَدَمَ الدِّیْنَ ۔

آمدم بر سر مطلب

وسوسوں کے قطع کے لئے آپ یہ دو اصول (قاعدہ شرعی) یاد رکھیں اور ان پر عمل کریں۔ ایک یہ کہ اَلْيَقِيْنُ لَا يَزُوْلُ بِالشَّكِّ کسی بات کا یقین آپ کو ہو تو شک پڑنے سے وہ یقین زائل نہیں ہوتا۔ یقین، یقین سے زائل ہوسکتا ہے نہ کہ شک اور امکان سے۔ مثلاً آپ کو وضو کرنے کا یقین ہے لیکن وضو ٹوٹنے کا شک پیدا ہوگیا ہے تو آپ کا وضو حکماً قائم ہے۔ آپ دوسرا وضو نہ کریں یا پاک پانی ہے اس میں آپ کو شک پیدا ہوا ہے کہ شاید پلید ہو، ممکن ہے کوئی چھپکلی اس میں گری ہو یا کسی بچے نے ناپاک ہاتھ ڈالے ہوں تو یہ پانی شرعاً پاک ہے۔ آپ بیشک اس سے وضو کریں یا پئیں۔

دوسرا قاعدہ ہے کہ: اَلْاَصْلُ فِي الْاَشْيَاءِ اَلطَّهَارَةُ یعنی کپڑا، پانی، برتن وغیرہ دراصل ساری چیزیں شرعاً پاک ہیں۔ پلید ہونا تو عارضی بات ہے۔ شاید یہ ممکن ہے کہ پلید ہوگئی ہو، مگر یہ "شاید" اور "ممکن" ہمارا شک اور گمان ہے۔ ہمارے شک اور گمان سے وہ یقینی حکم شرع کا باطل نہیں ہوسکتا۔ ہم اس شرعی اصول پر فتویٰ دیں گے اور نہ اپنے شک پر۔ ہمارے حضرت صاحب والد مرحوم و مغفور، ہندوؤں کے ہاتھوں کی بنی ہوئی مٹھائی ہرگز نہ کھاتے تھے، لیکن شادیوں وغیرہ میں من کے من منگوا کر لوگوں میں تقسیم کرواتے تھے اور کسی کو منع نہ فرماتے تھے۔ تقویٰ اور چیز ہے، فتویٰ اور چیز ہے۔ نیکوکار اور تقویٰ والے لوگ خود عزیمت پر عمل کرتے ہیں اور عام خلق کو رخصت دیتے ہیں۔ خود کو تکلیف دیں گے اور دوسروں کو تکلیف نہ دیں گے۔

حضرت امیر عمرؓ کسی سفر کے دوران پانی کے ایک چھوٹے سے تالاب

پرر کے۔ وضو یا پینے کے لئے پانی استعمال کرنا چاہا، کچھ ساتھیوں نے کہا معلوم نہیں جنگلی جانوروں نے اس پانی کو پی کر خراب کرلیا ہوگا۔ پوچھ گوچھ کرنی چاہیے۔ حضرت امیر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کوئی ضرورت نہیں تحقیق کرنے کی۔ کسی قسم کی پلیتی نظر نہیں آتی۔ بیشک استعمال کریں اور کوئی وسوسہ نہ کریں۔

لِاَنَّ الْاَصْلَ فِی الْاَشْیَاءِ الطَّھَارَۃُ

مسئلہ: کفار کے ہاتھ سے بنا ہوا کھانا یا مٹھائی کھانا درست ہے۔ پلیدی مشکوک ہے، مسلمانوں پر تنگی نہ کرنی چاہیے اور جواز پر فتویٰ دینا چاہیے۔ اسی باب میں حضرت امام ربانی کی مفصل اور مدلل تحریر، مکتوب بائیس دفتر تیسرے میں دیکھیں۔ تعجب ہے سندھ میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو روزہ نماز تو نہیں کرتے مگر کولھی (ہندو ذات کا نام ہے) یا ہندو کے ہاتھ سے روٹی نہیں کھاتے اور نہ ہی اپنا برتن انہیں دیتے ہیں اور نہ ہی ان کے برتن میں روٹی کھاتے ہیں۔ ہاں البتہ مٹھائیاں اور ولایتی چیزیں خوب مزے لے لے کر کھاتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانور کا جھٹکا کرتے ہیں۔ پاک جانور کو مردار کر کے کھاتے ہیں۔ اس ملک کے ہندو یا کولھی، مسلمانوں کا ذبح کیا ہوا کھاتے ہیں۔ خود ذبح نہیں کرتے۔

مسئلہ: نیلامی کوٹ کپڑے (غیر مسلمانوں کے استعمال کئے ہوئے) پہننا اور ان کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے۔ مگر پتلون یا شلوار ان کی دھو کر، صاف پاک کر کے پھر استعمال کرنی چاہیے۔ کیونکہ پتلون یا شلوار میں پلیدی یقینی ہے۔ شک کی بات نہیں۔

نقل ہے کہ ایک دن امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد امام ابوحنیفہ

رحمہ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا کہ جُندی (یعنی فوجی لوگ جو اچھی طرح پاکائی نہیں رکھتے بلکہ بعض تو نماز بھی نہیں پڑھتے) ان کے کپڑوں میں نماز پڑھنا وست ہے کہ نہیں؟ امام صاحب نے جواب دیا کہ درست ہے۔ امام محمد کو تعجب ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ ان کے کپڑوں میں نماز پڑھیں گے؟ امام صاحب نے کچھ خفا ہو کر فرمایا کہ میں تو تیرے کپڑوں میں بھی نماز نہیں پڑھونگا۔ لیکن شرعی فتویٰ وہ سناؤں گا جو شرعی حکم ہوگا اور جو عام خلق کے لئے آسان ہوگا۔

امام صاحب کے ورع اور تقویٰ کی عجیب و غریب حکایتیں کتابوں میں مذکور ہیں۔ دل چاہتا ہے کہ بعض حکایتیں لکھوں، لیکن اپنے موضوع سے ہٹ جائیں گے اور یہ مختصر رسالہ طویل ہوجائے گا۔

حکایت بود بے پایان بخاموشی ادا کردم

یعنی بات کی تو کوئی انتہا نہ تھی لیکن خاموشی سی پوری کرلی۔

اس سے پہلے میں نے ایک مفصل کتاب اس باب میں لکھی ہے اگر قسمت نے ساتھ دیا تو اُسے شایع کریں گے۔

امام ابو یوسف کا نقل ہے کہ ایک دن آپ نے مدینہ طیبہ میں غسل فرماکر نماز پڑھائی، بعد میں معلوم ہوا کہ جس پانی سے غسل کیا گیا تھا، اُس کنویں میں چوہا مرا ہوا تھا۔ اتنے سارے لوگ جنھوں نے پیچھے نماز پڑھی ان کی نمازیں نہ ہوئیں۔ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ: اَلْيَوْمَ نَعْمَلُ بِقَوْلِ إِخْوَانِنَا أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ إِذَا كَانَ الْمَآءُ قُلَّتَيْنِ لَا يَتَحَمَّلُ الْخُبْثَ

یعنی ٹانکی یا کنویں کا پانی جب دو گھڑوں سے زیادہ ہو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت دوسرے امام کے مذہب پر عمل کرنا اور فتویٰ دینا بھی درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے علماء اور اماموں کے ہاں

کوئی تعصب اور عناد نہ تھا کہ چھوٹی موٹی بات پر فوراً اپنی مخالفت کے سبب دوسری طرف والوں کو کافر، ملعون، مردود کہیں اور اسے اسلام کے دائرہ سے خارج سمجھنے لگیں۔ کیونکہ یہ دیوبندی ہے، یہ بریلوی ہے، خیر یہ بھی قصہ بہت طویل ہے۔ اس کو یہیں ختم کرتے ہیں۔

غموں کا علاج صبر اور قناعت سے

انسان کو حرص وہوس حیران وپریشان کرتا ہے۔ خاطر جمعی اور خوشی کا خانہ خراب کرتا ہے۔ مرزا غالب نے اس حقیقت کا اظہار کچھ اس طرح کیا ہے:

تلاشِ عیش میں ہر غم ہے پنہاں
خوشی کو چھوڑ دو غم ہی نہ ہوگا

اس کا سبب کیا ہے؟ یہ کہ دنیا کا کوئی بھی عیش، کوئی خوشی غم سے خالی نہیں۔ آپ کوئی بھی کام کر کے دیکھیں۔ اپنی شادی کریں، اپنے اولاد کی شادی کریں، کسی کی نوکری کریں یا کوئی زمینداری کریں ہزارہا دکھ آپ کو درپیش آئیں گے۔ ہزارہا عیب آپ میں ڈالیں گے۔ ہزارہا طعنہ آپ کو دیں گے، آپ کے طعام میں پانی ڈال دیں گے، آپ کی خوشیاں خاک میں ملادیں گے۔

فارسی کی ایک مشہور ضرب المثل ہے کہ:

غم نہ داری بز بخر

یعنی اگر تجھے کوئی غم وفکر نہیں اور پاؤ بھر دودھ پر قناعت نہیں تو بکری خرید کر اپنے پاس رکھ، پھر دیکھنا کے ان کے پیچھے کتنے غم اور فکر پیدا ہوتے ہیں۔ بکری تو مثال کی طور پر کہی گئی ہے، بڑی بلائیں مثلاً اونٹ، گھوڑا، گاڑی

اور موٹر کار میں تو اور بھی بڑی آفتیں اور غم مضمر ہیں۔ پھر دنیا کے حرص و ہوس ایک دوسرے کے پیچھے مسلسل ہیں اور یہ سلسلہ کبھی بھی ختم ہونے کا نہیں۔ جتنا حرص بڑھاتے جائیں گے، اتنا بڑھتا جائے گا اور ان کے ساتھ تکالیف، مصیبتوں اور آفات کی بارش ان کے اوپر برستی رہے گی اور جس قدر آپ اپنے حرص کم کریں گے۔ صبر اور قناعت سے کام لیں گے، اس قدر بے غم، بے فکر خاطر جمع اور خوش حال رہیں گے۔

نقل ہے کہ ایک بادشاہ ہمیشہ غمگین اور اُداس رہتا تھا۔ نجومیوں نے ان سے کہا کہ آپ ایسے شخص کی ٹوپی لے کر پہنیں جسے کوئی غم و فکر نہ ہو۔ ہمیشہ خوش حال رہتا ہو۔ وزیروں کو حکم کیا کہ فوراً جا کر ایسا آدمی پیدا کرو اور اُس کی ٹوپی لے آؤ۔ وہ ایسے شخص کی تلاش کے لئے نکلے۔ کئی شہروں میں گئے، کئی دیہات گھومے، پر ایسا خوش نصیب شخص انہیں ہاتھ نہ لگا۔

"آخر جوئندہ یابندہ" ایک بہت ہی غریب شخص، مگر بالکل بے غم اور خوش حال جسے کوئی غم و فکر نہ تھی، ہاتھ لگا۔ ان سے کہا کہ اپنی ٹوپی ہمارے بادشاہ کے لئے دو۔ جتنے پیسے کہو گے اتنے تمہیں دیں گے۔ انہیں (یہ معلوم کر کے) بہت حیرت ہوئی اور تعجب کی کوئی حد نہ رہی، جب معلوم ہوا کہ انہیں ٹوپی ہے ہی نہیں۔

ما ہیچ نہ داریم غم ہیچ نہ داریم

نہ کوئی چیز ہے اور نہ غم ہی ہے۔ کے مصداق والا معاملہ تھا۔

یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ بھلا اتنے سارے لوگ سب کے سب دنیا کے، عقلمند، علم والے، رات دن دنیا کے پیچھے سرگرداں اور پریشان کیوں ہیں۔ مال، دولت، سامان، اسباب کے جمع کرنے میں رات دن سرگرم اور کوشاں ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جو پیچ عاقل بالغ لوگ ہیں، جن کا قول اور

فعل ہمارے لئے حجت اور قابل تقلید ہے۔ مثلاً تمام علماء، عقلاء، حکماء، صوفیاء کرام، اولیاء عظام، ائمہ دین متین اور خلفاء راشدین کا قول اور فعل یہ نہ تھا۔ وہ سب کے سب صبر اور قناعت کے وجوب اور ضرورت کے قائل اور عامل ہیں۔ باقی رہی بات عوام الناس کی جن کے دوسرے افعال اور اقوال غلط بر غلط ناقابل قبول ہیں، وہ کیوں ایسے کام کرتے ہیں۔

اُس کا سبب یہ ہے کہ دنیا کے عیش و عشرت، شادیاں اور خوشیاں، مال و متاع بظاہر خوش نما اور شیریں ہیں، باطن میں کڑوے اور زہر آلودہ ہوتے ہیں، جس طرح کونین یا دوسری ولایتی کڑوی دوائیں جن کے اوپر سفید سفید شکر کا غلاف چڑھا ہوا ہوتا ہے، اندر زہر جیسی کالی کڑوی دوا ہوتی ہے، یا بازار میں پیتل کے جھوٹے نقلی زیور دیکھنے میں آتے ہیں، جن کے اوپر خوبصورت سنہری رنگ چڑھا ہوا ہوتا ہے، جبکہ اندر سے وہ کالا کٹھ ہوتے ہیں۔ انسان اس کی ظاہری شکل وصورت پر یا وقتی مٹھاس اور شیرینی پر فدا ہوجاتا ہے اور اس میں گرفتار ہوجاتا ہے۔ جس طرح مکھی شہد کی مٹھاس میں پھنس جاتی ہے، یا پرندہ دانے کے لئے دام میں پھنس جاتا ہے یا پتنگ روشنی کی خاطر آگ میں جل جاتا ہے۔ اسی طرح بے عقل انسان بھی اس ظاہری صورت یا فوری لذت پر بھول کر خود کو مصیبت میں پھنساتا ہے اور نتیجہ سے غافل رہتا ہے۔

دیکھیں آپ بازار سے مٹھائی، ہوٹلوں سے پلاؤ، کباب اور کوفتہ کھاتے ہیں۔ فی الحال تو ان سے اچھی خاصی لذت حاصل ہوتی ہے۔ مگر آپ خود سمجھتے ہیں کہ بعد میں ان (چیزوں سے) سے بہت مہلک بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ آپ کی صحت خراب ہوتی ہے اور ان کے زہریلے اثرات سے ہزارہا روپیہ خرچ کرنے کے بعد بھی ان سے جان نہیں چھڑا سکتے۔ دین جواب کیوں عاقل اور بالغ دیدہ دانستہ ایسے کام کرتے ہیں؟ فَمَا هُوَ جَوَابُكُمْ فَهُوَ جَوَابُنَا یہ

ہے ہزاروں میں سے ایک مثال ہوا اور ہوس کی۔

اور یہ ہے مصداق "زرداں و درد سر خریدن" کی دوسرے ہزارہا مثال اسی پر قیاس کریں۔ یا مثلاً آج کے دور میں ممبری اور وزارت حاصل کرنے کے لئے ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کرتے ہیں۔ ووٹ خریدنے کے لئے ہزارہا ناجائز طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً اپنی تعریف اور خود ستائی کرنا، حریف کی بے جا گلا اور شکایت کرنا، ان کے ذاتی اعمال پر ان کی خاندانی شرافت پر حملے اور لعن طعن کرنا۔ اپنی خاندانی شرافت اور تہذیب کے برخلاف کام کئے جاتے ہیں۔ حضرت پیر دستگیر اور قرآن پاک کے واسطے اور وسیلے دے کر ووٹ لینا، غریبوں کو ڈرا دھمکا کر ان کے ضمیر کے خلاف ووٹ لینا، بصورت دیگر انہیں جھوٹے مقدموں میں پھنسانا، ہمیشہ کے لئے ان سے دشمنی رکھنا، ان کے عورتیں اٹھوانا اور چوریاں کروانا وغیرہ وغیرہ۔ جن کی مثالیں آپ کو تو اور بھی زیادہ معلوم ہوں گی، ہمارے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔

پھر بالفرض والتقدیر "لیکن بعد از خرابی بسیار" اگر وہ کامیاب ہوا بھی تو جن کو سبز باغ دکھائے تھے، آسرے دے کر کام نکالا تھا، ان کی امیدوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ ان کے مطلب پورے نہیں ہوتے، ان سے بے وفائیاں اور وعدہ خلافیاں کی جاتی ہیں، پھر کیا ہوگا کہ ان سب کی اس پر لعن طعن برستی رہے گی اور شکایت ہوتی رہیں گی۔ حالانکہ وہ خود فی الواقع شریف خاندان اور واجب الاحترام معزز شخص ہوگا۔ مگر ممبر اور وزیر بننے کی ہوس میں اپنی ساری حرمت اور عزت خاک میں ملا دے گا۔

مجھے یاد ہے کہ ایک بار ایک معزز شریف خاندان سید ممبری کے لئے امیدوار کھڑا تھا، حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کی خدمت میں ووٹوں کی مدد لینے

آئے تھے۔ حضرت صاحب نے دیکھ کر اس سے فرمایا شاہ صاحب! آپ خود موروثی خاندان شریف النسب سادات ہیں، آپ کو شاہی لقب جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے وہی آپ کے لئے کافی ہے، عارضی کرسی اور لقب کے لئے کیوں اس قدر تکلیف اور محنت کر رہے ہیں۔ اتفاقاً ہوا بھی ایسا ہی کہ وہ شاہ صاحب گر گیا اور مقابل زمیندار امیدوار کامیاب ہو گیا۔

بعض (لوگوں) کو اپنے گذر کے لئے کافی زمین ہوگی، عیال واطفال کے گذارہ کے لئے بھی کافی ہوگی، مگر کہیں گے کہ ہم زمین خریدیں، یہ مقاطعہ لیں، یہ موٹریں، یہ بنگلہ بنوائیں تو ہم خوش حال اور فارغ البال رہیں گے، حالانکہ یہ سب گورکھ دھندے ہیں۔

بعضے بہ تمنائے زر و مال خوش اند
بعضے بہ تماشائے خط و خال خوش اند
اینہا ہمہ اسباب پریشانیہا است
خوش حال کسانیکہ بہر حال خوش اند

(بعض لوگ زر اور مال کی تمنا میں خوش رہتے ہیں، بعض محبوب کے خد و خال کے دیکھنے میں خوش ہوتے ہیں۔ پر فی الحقیقت یہ سب پریشانی کے اسباب ہیں۔ صحیح خوش حال وہ ہیں جو ہر حال میں خوش ہیں)

حرص اور حسد کی بیماری میں جو لوگ مبتلا ہیں، ہوسِ دنیا ان کے دل و دماغ میں سرایت کر گئی ہے۔ سو یہ من گھڑت دلیل اور عذر نامعقول پیش کرتے ہیں کہ ہمیں اس چیز کی ضرورت ہے، گھڑیاں ضرور چاہئے، موٹر لینا بہت ضروری ہے، کھانا وغیرہ کرنا تو فرض عین ہے، مگر یہ سب فرضی ضرورتیں، خالی اور خیالی باتیں ہیں۔ فی الحقیقت۔

آنچہ ما در کار داریم اکثرے در کار نیست

یعنی جو چیزیں ہمیں درکار ہیں ان میں سے اکثر ایسی ہیں جو ہمیں درکار نہیں، غیر ضروری ہیں۔

جو چیز انسانی زندگی اور معاش کے لئے فی الواقع ضروری ہیں اور قوت لا یموت ہیں، سو سب خدا تعالیٰ نے مفت میسر کر کے دی ہیں۔ امیر ہو خواہ غریب ہو، ایرانی ہو خواہ تورانی۔ ہر ایک اس سے فائدہ حاصل کرسکتا ہے۔ مثلاً ہوا ہے، روشنی ہے، روٹی ہے، پانی ہے، ہاتھ ہیں، پیر ہیں، کان ہیں، آنکھیں ہیں، باقی کوئی زیادتی کرے گا اور اپنے لئے ضرورتیں پیدا کرے گا تو پھر اس کی کوئی حد اور نہایت نہیں ہے۔ یہ سلسلہ اتنا لامتناہی اور لمبا ہوتا جائے گا کہ ساری زندگی ختم ہو جائے گی مگر یہ سلسلہ منقطع نہ ہوگا اور یہ ضرورتیں پوری نہیں ہوں گیں۔ اسی وجہ سے داناؤں نے کہا ہے:

کار دنیا کسے تمام نہ کرد
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

دنیا کے کام کوئی شخص پورے نہیں کرسکا ہے، اس لئے جو کچھ کریں مختصر ہی کریں۔

بیشک آپ کے پاس ضرورت سے زیادہ پیسہ موجود ہو، آپ قرض و مرض سے آزاد ہوں، پھر کنجوسی نہ کریں، پیادل نہ چلیں، آپ کو موٹر بھی لینی چاہیے، ہوائی جہاز میں بھی گھومیں، ورنہ آپ کے اپنے پیر ہی موٹر کار ہیں اور بازو آپ کے ہوائی جہاز ہیں، اپنے بازو کی ہمت سے آپ آسمانِ ترقی کی پرواز کرسکتے ہیں۔

بوقت تشنہ لبے چینی و سفال مخواہ
کفے کشودہ بہم آرو ساغر جم گیر

(یعنی پیاس کے وقت ٹھیکر یا چینی کا پیالہ نہ مانگ، اپنے ہاتھ کھول کر

پانی پی اور اس چلو کو جام جمشید سمجھ)

بعض لوگوں کو اپنا پیسہ ہاتھ میں نہیں ہوتا، مگر اس امید موھوم پر کہ اس فصل میں اچھی خاصی پیدائش ہوگی، اس بیوپار میں کافی منافع کمالیں گے۔ اپنے آپ کو قرض یا دوستوں کے امداد کا زیر بار کرتے ہیں، پھر ان کا یہ خیال غلط ثابت ہوتا ہے اور ان کا وہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوتا۔ اس کا نتیجہ سوا شرمساری اور پشیمانی کے اور حاصل نہیں ہوتا۔ اُس سے صبر اور سکون کرنا بہتر ہے۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

ترجمہ: "عقلمند آدمی ایسا کام کیوں کرے کہ آخر میں پشیمانی ہو"۔

فائدہ: (قناعت کی معنی) قناعت کی معنی ہے اپنے موجودہ حالات پر صبر اور سکون کرنا۔ اپنی مالی حالت کے مطابق قدم اُٹھانا، مثلاً کسی کی آمدنی سو روپیہ ماہانہ ہو تو انہیں اُسی سو روپیہ میں سے گذارہ کرنا چاہیے۔ جس کی ہزار آمدنی ہو اس سے ہزار میں سے ہی گذارہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ انسان پر کبھی کبھی نت نئے ناگہانی واقعات اور اچانک حادثات آن پڑتے ہیں۔ ان کو منہ دینے کے لئے اپنا پس انداز پیسہ موجود ہوگا تو وقت پر کام آئے گا۔ قناعت میں سب سکھ ہے۔ قناعت میں آپ کی عزت اور حرمت ہے۔

عَزَّ مَنْ قَنَعَ وَ ذَلَّ مَنْ طَمَعَ

یعنی جس نے قناعت کی وہ عزت دار بنا، جس نے لالچ کی وہ خوار ہوا۔

قناعت وہ دولت ہے جو جانے والی نہیں ہے۔ قناعت خزانہ ہے جو نہ ختم ہونے والا ہے۔ قناعت کرنے والا ہمیشہ خوش حال اور فارغ البال رہے گا۔ حرص اور حسد والا ہمیشہ بے قرار اور بے آرام رہے گا۔ اس کا دل ہمیشہ

بے چین رہے گا۔

دو نان خشک گر از گندم است یا از جو
سہ تائی جامہ گر از کہنہ است یا از نو
چہار گوشۂ دیوار خود بخاطر جمع
کہ کس نہ گوید زینجا بہ خیز و آنجا برو
ہزار بار نکوتر بہ نزد دانایان
ز فر مملکت کیقباد و کیخسرو

(دو سوکھے نان گندم کے ہوں یا جَو کے۔ تین کپڑے پرانے ہوں یا نئے۔ اپنے گھر کی دیواروں کے چار کونے خاطر جمع کے لئے کافی ہیں، کیونکہ کوئی بھی یہ نہیں کہے گا کہ یہاں سے اٹھ کر وہاں جا کر بیٹھ۔ یہ چیزیں، داناؤں کے ہاں ہزار بار بہتر ہیں کیقباد اور کیخسرو جیسے بڑے بادشاہوں کی حکومت اور دبدبہ سے۔)

فی الحقیقت انسان کی خوشی کا انحصار ہے اطمینان قلب پر۔ دل کے آرام پر نہ مال اور دولت پر نہ اسباب اور ثروت پر۔ جس صورت میں اور جس حال میں دل خوش ہو خاطر جمع ہو، وہ بادشاہی ہے۔ یہ ہی آسودہ حالی ہے۔ وہ خواہ مفلس ہو یا تونگر، جیل میں ہو یا باغ و بستاں میں

ہر کجا من با تو باشم خوش دلم
گرچہ باشد قعر گورے منزلم
ہر کجا یوسف رخ باشد چوماہ
جنت است گرچہ باشد قعر چاہ

(یعنی جہاں میں تیرے ساتھ ہوں میرا دل خوش ہے خواہ قبر کے تلے میں میری جگہ کیوں نہ ہو۔ جس جگہ چاند جیسا کوئی یوسف رخ موجود ہو، وہ جگہ بہشت ہے۔ خواہ وہ جگہ کنویں کے اندھیرے میں کیوں نہ ہو)

باب دوم

درذکروفکرومراقبہ

غموں کا علاج کلمہ طیبہ سے

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" یعنی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دل آرام لیتے ہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ: اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی بہترین ذکر لاالٰہ الااللہ ہے۔

اب آپ یقین کرلیں کہ آپ کے سارے دردوں کی دوا اور قلبی بیماریوں کی شفا کلمہ طیبہ لاالٰہ الااللہ ہے، جیساکہ قرآن اور حدیث سے ثابت کیا گیا ہے۔ لیکن آپ نے کبھی اس کے معنیٰ پر غور کیا ہے اور اس کے مطابق یقین اور اعتقاد بھی رکھا ہے یا فقط طوطے کی طرح زبان سے پڑھتے ہیں اور اس کی معنیٰ اور حقیقت پر غور نہیں کیا ہے۔

(لکھا گیا ہے کہ) کلمہ شریف کی تین معنیٰ ہیں، ایک معنیٰ ہے عام فہم جو تمام عالم اسلام کے لئے سمجھنا فرض عین ہے اور ہر ایک مؤمن مسلمان کے لئے اس پر ایمان لانا لازم ہے۔ وہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی نہیں ہے کوئی معبود خالق، رازق، مالک اور مولیٰ میرا۔ سوائے ذات پاک اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک لہ کے۔

دوسری معنیٰ خاص ہے جو مشائخ اور اولیاء کرام کے پیش نظر اور دل میں ملحوظ ہوتی ہے، وہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی نہیں ہے مقصود میرا، نہیں کوئی غرض اور مطلوب میرا سوا ذات پاک اللہ تعالیٰ کے۔ دوسرے سب اغراض و

مقاصد "لا" کہنے سے نفی کرے اور کوئی بھی خواہش دنیا کی یا اپنے جسم وجان کی دل میں نہ رکھے۔ جب اس معنیٰ سے کلمہ پڑھے گا اور بار بار تکرار کرے گا، تب اس کا دل روشن ہوگا۔ دنیا کے تعلقات کے زنگ زہر سے اس کا باطن پاک ہوگا۔ غیر کا خیال غیر کی محبت اور غیر کا غم دل سے نکل جائے گا۔ اپنے دل میں فقط یار کو جگہ دے گا اور نہ اغیار کو۔ علامہ اقبال نے بھی اپنے کلام میں اس معنیٰ کی طرف اس طرح اشارہ کیا ہے:

یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم گماں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

تیسری معنیٰ جو خاص الخاص ہے اور اعلیٰ واکمل ہے وہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی نہیں ہے کوئی موجود حقیقی آسمان میں، زمین میں اور تمام کائنات میں سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے۔ بھلا جب اس نے یہ یقین رکھ لیا اور اعتقاد جازم کرلیا، پھر اس کو غم کس کا ہوگا، غم کرے تو کس چیز کا؟ اس نے تو دنیا کی بود نابود کو فوراً معدوم سمجھا، خواہ غم ہو خواہ خوشی، پھر غم کاہے کا؟ آپ بھی تھوڑا وقت (اس) معنیٰ کے لحاظ سے مراقبہ کریں اور اسی ذوق وشوق سے عشق پکا کریں، پھر دیکھیں کہ کیا سے کیا ہو جاتا ہے۔

کلمہ تہلیل کے فضائل

فضائل کلمہ تہلیل:

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک اعرابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسلام کے اعمال صالحہ (نوافل اور عبادتیں) اتنے زیادہ ہیں کہ مجھ سے نہیں

ہوسکتے، مجھے کوئی ایسا تھوڑا عمل بتائیں جس کو میں پکڑلوں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں اُس سے فرمایا: لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا بِذِکْرِ اللّٰہِ" ہمیشہ تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تروتازہ رہے۔ یعنی ذکر کی کثرت اور مداومت کر۔ یہ آسان عمل تیرے لئے کافی اور شافی ہے اور بہت سے اعمال سے تجھے مستغنی کرنے والا ہے۔

کسی کتاب میں میں نے ایک نقل دیکھا ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ یا اللہ! مجھے کوئی ایسا ورد وظیفہ عطا فرما جس سے تیری درگاہ میں بڑا مرتبہ اور قرب حاصل ہو۔ بارگاہِ الٰہی سے ارشاد ہوا کہ کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھتا رہ، تاکہ تجھے وہ مرتبہ حاصل ہو اور قرب الٰہی سے واصل ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سمجھا کہ اُنہیں کوئی اسم اعظم عطا ہوگا، جو دوسروں کو معلوم نہیں ہوگا۔ عرض کی یا اللہ! اس کلمہ مبارک سے تو سب واقف ہیں۔ ہر ایک پڑھتا ہے۔ ارشاد ہوا کہ قسم ہے مجھے میری ذات پاک کی کہ تمام کائنات، ساتوں آسمانوں، ساتوں زمینوں میں جو کچھ ہے، وہ سب ایک طرف ہوں اور کلمہ طیبہ دوسری طرف تو بھی کلمہ طیبہ عزت اور شرف میں، قدر اور قیمت میں سب سے زیادہ اور اعلیٰ ہوگا۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کے غضب اور عتاب کو ختم کرنے کے لئے کوئی چیز کلمہ طیبہ سے بہتر نہیں ہے۔ جبکہ کلمہ طیبہ سے کفر اور شرک جیسے گناہ مٹ جاتے ہیں، دخول دوزخ جیسا غضب معاف ہوتا ہے۔ دوسرے گناہ اور غضب تو سب ان سے کم درجہ رکھتے ہیں۔ کلمہ ہی ہے جو رحمتوں کے خزانوں کی چابی ہے۔ کلمہ دوزخ سے نجات دینے والا ہے، کلمہ دخول جنت کا ذریعہ ہے۔

مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ

جیسی عظیم الشان بشارت اس کے لئے ثابت ہے۔ آپ ایک کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے سے بہشت میں داخل ہونے پر تعجب نہ کریں۔ ہم یہ محسوس کر رہے ہیں کہ اگر ساری دنیا اس ایک کلمہ کی بدولت بخشی جائے اور جنت میں داخل کی جائے تو بھی کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس کلمہ طیبہ کی برکتیں اگر تمام عالم پر تقسیم کی جائیں تو سب پر کفایت کریں اور سب کو سیراب کریں۔ کیونکہ ساری دنیا اس کلمہ مبارک کے مقابلے میں ایک طرف سات سمندر اور دوسری طرف ایک قطرہ سے بھی کم ہے۔

ہمیں دنیا میں کوئی بھی آرزو، کوئی تمنا باقی نہیں۔ مگر یہ کہ کسی کونے میں بیٹھ کر، کلمہ طیبہ کے ورد سے مسرور اور محظوظ ہوتے رہیں اور باقی عمر اسی میں گذر جائے۔ انتھیٰ ملتقطاً۔

مرحوم مرزا فیض احمد بیگ ٹنڈو ٹھوڑے والے، جو ایک صوفی مشرب، درویش صفت انسان اور حکیم حاذق تھے، ایک مرتبہ میں نے ان سے کہا کہ مرزا صاحب! میرا دل ضعیف ہے، میری طبیعت کمزور ہے، مجھے علاج بتائیں۔ میں نے سمجھا مرزا صاحب میرے لئے کوئی جواہر مہرہ یا مفرح یاقوتی کا نسخہ تجویز کریں گے۔ میری طرف دیکھ کر کہا کہ حضرت حکیموں کا کہنا ہے کہ ہر ایک عضو انسان کا ورزش کرنے سے اور کام کرنے سے طاقت ور ہوتا ہے۔ قلب کی ورزش ہے ذکر قلبی۔ آپ کے طریقہ نقشبندیہ میں تو سب مراقبہ اور اذکار قلبی ہیں، آپ بھی قلبی ذکر کریں تو "دل" آپ کا طاقت پکڑے گا اور قلب کو فرحت اور قوت حاصل ہوگی۔ دیکھیں مذکور حکیم روحانی نے کیسا معقول اور مدلل جواب دیکر مجھے لاجواب کردیا اور ایک بہترین علاج کرنے کے لئے مجھے ہدایت دی۔ (رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ)

دوستو! میں بھی آپ کے لئے یہی نسخہ تجویز کرتا ہوں جو مرزا صاحب نے بتایا ہے۔ آپ بھی اس پر عمل کریں تو آپ کے درد دور ہوں، دل مسرور ہو اور اطمینان قلب حاصل ہو۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ بیشک اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے سے اور محبوب کی یاد سے دل شاد اور غموں سے آزاد ہوتے ہیں۔ یہاں طریقہ نقشبندیہ میں ذکر اور مراقبہ کرنے کی مختصر ترتیب لکھ کر آپ کو بتائی جارہی ہے۔

حضرات خواجگان نقشبندیہ پہلے طالب کو ذکر اسم ذاتی، اللہ اللہ کا بتاتے ہیں اور یہ ذکر قلبی کرواتے ہیں۔ جس کی ترتیب یہ ہے کہ طالب قبلہ رخ ہو کر بیٹھے، آنکھیں بند کرے، زبان بند کرے، گردن نیچے کر کے اپنے دل کی طرف متوجہ ہوں۔ دل میں فقط خیال اور سوچ سے اللہ اللہ پڑھتا رہے۔ یہ گویا پہلا سبق الف باتا کا ہے۔ جس طرح بچے کو تختی ہاتھ میں دیکر کہا جاتا ہے کہ گردن نیچے کرو، ادھر اُدھر مت دیکھو، صرف حرف پر انگلی رکھ کر کہو الف باتا ثا" اس طرح طالب کو یہ سبق پکا کرایا جاتا ہے۔ اس ذکر میں نہ سانس بند کرنے کی ضرورت ہے اور نہ ہی مخصوص عدد کی رعایت کرنی ہے اور نہ ہی کسی وقت کی پابندی ہے۔ ہر وقت، ہر صورت اور ہر حال میں کثرت سے یہ کام کرتا رہے تاکہ سبق پکا ہوجائے۔

ذکر جاری ہونا اور پکے ہونے کی نشانی یہ ہے کہ طالب کی دل پر خدا تعالیٰ کا نام نقش ہوجائے اور بھولے نہیں۔ جس وقت ذاکر اپنے دل کی طرف تھوڑا متوجہ ہو، فوراً خدا تعالیٰ کا نام یاد آجائے اور دل اللہ اللہ کرتا معلوم ہو۔ مداومت اور کثرت مشق سے اُس کی کیفیت ایسی ہوجاتی ہے کہ سوتے میں، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، اسے اللہ تعالیٰ اسم مبارک یاد رہے گا اور دل پر ایسا پکا نقش ہوجائے گا جس طرح پتھر پر نکلے ہوئے نقش و نگار۔

دوسری بڑی علامت یہ ہے کہ ذکر کرنے سے اور مراقبہ کرنے سے اُسے سکون اور راحت محسوس ہو۔ تکلیف اور مشقت ختم ہوجائے۔ کیونکہ نو آموز شخص کو کام کرنے میں تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ جب اس کام کا عادی بن جائے گا تب اسے اس کام کرنے میں خوشی محسوس ہوگی اور لذت آئے گی۔

اس ذکر اسم ذاتی کے اسباق پانچ ہیں، جسے لطائف خمسہ کہتے ہیں یعنی قلبی، روحی، سری، خفی، اخفی۔ ان میں فرق فقط ذکر کا سینہ میں مختلف جگہوں پر اور انوار کے رنگوں کا ہے۔ مگر بڑا اہم اور مہم ذکر قلبی ہے۔ یہ جاری ہوگیا تو بڑی نعمت اور نہایت غنیمت ہے۔ اس کا نام اولیاء اللہ کے دفتر میں داخل اور وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذّٰكِرَاتُ کی بشارت میں شامل ہوجائے گا۔ اس کے بعد ذکر کلمہ تہلیل کا شروع کریں گے۔

جاننا چاہیے کہ کلمہ طیبہ خواہ اسم ذات کا ذکر دو قسم ہیں: ایک قسم زبان سے پڑھنا، وہ ہر وقت ہر حال میں ہر مسلمان کو پڑھنا چاہیے۔ لا یزال لسانک رطبا بذکر اللّٰه یعنی تمہاری زبان خدا تعالیٰ کے ذکر سے ہمیشہ تر و تازہ رہنی چاہیے۔ وضو ہو نہ ہو، گھر میں ہوں یا مسجد میں ہوں، بیٹھے ہوئے ہوں یا سوئے ہوئے ہوں، رات کو (زمین) کو پانی دینے جائیں یا دن کو ہل چلا رہے ہوں، ہاتھ کام میں ہو اور آپ کی زبان کلمہ میں مشغول رہے۔

دست بہ کار دل بہ یار

دوسری قسم ہے سالکوں کا مراقبہ کرنا اور مشق پکی کرنا۔ اس کی ترکیب یوں ہے۔ اوپر دیئے ہوئے طریقے سے زبان بند کرکے قبلہ رخ ہوکر اپنے دل میں فقط خیال اور تصور سے ذکر شروع کریں، جب پہلا حرف "لا" کہے تو تصور میں لا کی مد ناف سے کھینچ کروائیں کندھے تک لے آئے، گویا ایک لمبی لکیر کندھے تک پہنچاتا ہے۔ جب الٰہ کہے تو وہ لکیر کھینچ کر سر تک پہنچائے اور جب

الا اللہ کہے تو وہ اسے بائیں طرف اپنی دل کے اوپر دے مارے۔ مگر کچھ زوردار ضرب سے لگائے۔ اس طرح دوسری بار اور تیسری بار ایک سانس میں تین بار پڑھے۔ پھر سانس تازہ لیکر اسی طریقے سے ایک ہی سانس میں تین مرتبہ پڑھے۔ کچھ دن کلمۂ شریف ایک سانس میں اسی طرح پڑھتا رہے۔ پھر بڑھا کر ایک سانس میں پانچ مرتبہ پڑھے۔ کچھ دنوں کے بعد سات مرتبہ تک پہنچائے۔ اسی طرح درجہ بدرجہ ۲۷ تک پہنچائے۔ مطلب یہ کہ اس ذکر میں حبسِ نفس یعنی دم روکنا بھی ہے اور رعایت عدد طاق کی یعنی اکائی کی بھی کرنی ہے۔

فائدہ: (نیند کا علاج) اس راہ میں بعض مشکلات اور تکالیف سالکوں کو پیش آتی ہیں، اس کا علاج بھی لکھا جاتا ہے: (۱) اکثر لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم ذکر کرتے ہیں، مراقبہ میں بیٹھتے ہیں تو ہم پر نیند غلبہ کرتی ہے اور بیٹھے بیٹھے نیند آجاتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اٹھکر وضو کریں یا فقط اپنا چہرہ پانی سے دھوئیں، دوسرا یہ کہ چائے کا ایک دو گرم گرم پیالہ پیئیں، رات کو دودھ یا پانی زیادہ نہ پیئیں، اور زیادہ ضرورت محسوس کریں تو حکیم سے مشورہ کریں اور علاج کرائیں۔

(۲) دوسری عام شکایت ہے وسوسوں کی۔ کہتے ہیں کہ ہم خراب وسوسوں کی وجہ سے ذکر یا مراقبہ نہیں کرسکتے۔ مراقبہ میں بیٹھتے ہیں تو وہ پریشان کرلیتے ہیں، جاننا چاہئے کہ وسوسہ ہونا کوئی عیب نہیں۔ لیکن اس پر عمل کرنا عیب ہے۔ وسوسوں سے کوئی انسان خالی نہیں، ہم کس شمار میں ہیں؟ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے کامل جلیل القدر بزرگوں کو بھی وسوسے آتے تھے۔ ایک جگہ آپؒ لکھتے ہیں کہ ہمارے دل میں وسوسے تو آتے ہیں لیکن ٹھہرتے

نہیں ہیں۔ کالے دوہیں کی طرح بکھر کر اِدھر اُدھر بکھر جاتے ہیں۔

سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ آگئے اور عرض کی کہ یا حضرت! ہمیں ایسے ایسے خراب وسوسے ہوتے ہیں کہ اس سے بہتر ہے کہ پہاڑ کی چوٹی سے گر کر پاش پاش ہوجائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا ایسا سمجھتے ہو؟ عرض کی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذَالِکَ صَرِیْحُ الْاِیْمَانِ یہی آپ لوگوں کا عین ایمان ہے۔ اس کا آپ غم اور فکر کیوں کرتے ہو۔

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ میری اُمت پر قلبی وسوسہ معاف کیا گیا ہے، جب تک کہ وہ زبان سے نہیں کہے یا اس پر عمل نہیں کرے۔ لیکن اگر کسی نے اپنے وسوسہ پر عمل کیا، اپنی عبادت، ذکر و فکر کا کام چھوڑ دیا تو وہ خراب ہے۔

فائدہ: (شیطان کا فریب) شیطان کا اصل مقصود بھی یہی ہوتا ہے کہ کسی بھی حرفت سے، کسی بھی حیلہ بہانے سے، مسلمانوں کا کام خراب کرے۔ دیکھتا ہے کہ یہ شخص بازار نہیں جائے گا، فلم وغیرہ دیکھنے نہیں جائے گا، تو وہیں مسجد میں اس کا کام خراب کرے گا اور عبادت میں خلل ڈالے گا۔ فی الحقیقت یہ آپ کا نفس اور شیطان کے وسوسے سے جہاد ہے۔ یہ جنگ اور جہاد تو جاری رہے گا، آخر دم تک نہیں جائے گا۔ تیسرے یہ غم اور وسوسہ بہت لوگوں کو ہوتا ہے کہ ہمیں کوئی بھی انوار اور اسرار، تجلیات اور روحانیت نظر نہیں آتے، ہم جیسے پہلے تھے ویسے ہی آج بھی ہیں۔ لیکن آپ اس کا فکر نہ کریں۔ اپنا کام ذکر و فکر و مراقبہ کا جاری رکھیں۔ اگر کچھ انوار و اسرار نظر آئیں تو ٹھیک ورنہ ضرورت نہیں ہے۔

ایک شخص نے یہ شکایت حضرت امام ربانی مجدد منور الف ثانی رحمہ اللہ علیہ کو لکھی ہے۔ آپ نے جواب میں انہیں لکھا ہے کہ کیا یہ ظاہری انوار اور عالم آشکار تجلیات الٰہی جو آپ ظاہری آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، سورج، چاند، ستارے رنگا رنگ، خوبصورت پھول، ہیرے، جواہر، یہ سب کافی نہیں ہیں جو آپ باطنی انوار اور رنگوں کے لئے پریشان ہوتے ہیں۔ اپنا کام کئے جاؤ انوار نظر آئیں یا نہ آئیں، ان کے پیچھے مت پڑو۔

شاہ غلام علی صاحب دہلوی نقل کرتے ہیں کہ میں جب اپنے پیر و مرشد مرزا مظہر جان جاناں کی خدمت میں طریقۂ نقشبندیہ میں داخل ہونے کے لئے حاضر ہوا (پہلے آپ چشتیہ طریقہ میں تھے) تب مجھے فرمایا کہ غلام علی اس طریقہ میں کوئی حظ نفسانی یا راحت جسمانی نہیں ہے۔ یعنی نہ تو ہے راگ و رباب اور نہ ہے رقص و سرور۔ فقط سوکھے پتھر چبانے ہیں۔ سو اگر تو کر سکتا ہے تو مرد بن کر کر۔ ورنہ خاموش ہو کر بیٹھ جا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے قبول ہے۔ مجھے نفسانی حظوظ اور لذتیں نہیں چاہئیں۔ مجھے وہ تکالیف اور مشقتیں قبول ہیں۔

غرض از عشق توام چاشنی درد و غم ہست
ورنہ زیرِ فلک اسباب تنعم چہ کم است

(یعنی تجھ سے عشق کا مطلب ہی ہے غم و درد کی چاشنی چکھنا، ورنہ زیرِ فلک نعمتوں کی کوئی کمی ہے کیا؟) پھر مجھے مریدی میں لیا۔

دوسری اس سے بھی زیادہ غلط فہمی جو سالکوں میں ہے کہ اکثر لوگ سلوک اور ذکر و فکر سے کشف و کرامت کا مطلب لیتے ہیں۔ (کرامت سے یہاں عرفی معنی خرق عادات مراد ہے) اس میں دو بڑے نقصانات ہیں۔ ایک اعتقادی دوسرا عملی۔ اعتقادی نقصان یہ ہے کہ وہ (سالک) یہ سمجھتے ہیں کہ بڑا ولی وہ ہے جس سے خارق عادات واقعات اور کرامتیں زیادہ ظاہر ہوں اور

تصرف اُس کا عالم کائنات میں زبردست اور قوی ہو۔ ورنہ وہ بچارا صاحب صبر و سکون کا ولی نہیں ہے۔ عملی نقصان یہ ہے کہ ان کے اس غلط خیال اور خواہش کی وجہ سے اس کی محنت، اس کے نیک عمل بیکار اور بیجان بے فائدہ ہوجاتے ہیں۔ ذکر اذکار، وظائف اور مراقبے اس کے برباد اور ضائع ہوجاتے ہیں۔ کیونکہ اس کی نیت میں خلل آگیا۔ عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ. (الحديث)

اعمال کا روح اور عبادات کا نور ہے اخلاص، سو وہ چلا گیا، وہ طالب دنیا کا بن گیا نہ طالب مولیٰ، وہ عاشق حظوظ نفسانی کا بنا نہ طالب حقیقت اور معرفت کا، پھر (اس میں) کشف و کرامت خاک ہوگی، اس کا دل کالا ہوگیا، پھر وہ اسرار اور انوار کیا دیکھے گا۔

اس غلط فہمی کی اصلاح کے لئے حضرت امام ربانی مجدد منور الف ثانی رحمہ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات قدسی آیات میں جا بجا تنبیہ فرمائی ہے اور بار بار اس آفت سے خبردار کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ خوارق عادات نہ رکن ولایت کا ہے نہ شرط ولایت کا۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ کسی ولی سے اظہار کرامت ہو۔ نبیوں کا کافروں کو منانے کے لئے اظہار خوارق کا ضروری ہے۔ ولیوں کو پردہ رکھنا اور چھپانا مناسب ہے۔ اس لئے جن ولیوں سے کرامتیں صادر ہوئی ہیں، وہ آخر وقت میں بہت نادم اور پشیمان ہوئے ہیں اور کہا ہے کہ کاش کہ ہم سے یہ ظاہر نہ ہوتیں، کیونکہ عارفوں نے کہا ہے:

"عُقُوْبَةُ الْاَنْبِيَاءِ حَبْسُ الْوَحْيِ وَعُقُوْبَةُ الْاَوْلِيَاءِ اِظْهَارُ الْكَرَامَاتِ وَعُقُوْبَةُ الْمُؤْمِنِيْنَ التَّقْصِيْرُ فِي الطَّاعَاتِ."

اولیائے متقدمین سے بہت کم خوارق منقول ہیں۔ حضرت جنید بغدادی جو سید طائفہ ہیں ان سے دس خوارق بھی منقول نہیں ہیں۔ بعض اولیاء کرام

سے اتنے خوارق منقول ہیں کہ ان کے مقابلے میں صحابہ کرام رضی اللہ علیہم اجمعین سے ان کا دسواں حصہ بھی ظاہر نہیں ہوئے۔ حالانکہ یہ امت کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ اولیائے امت (جنہیں شرف صحبت حاصل نہیں) کسی بھی صحابی کے درجہ اور منزلت تک نہیں پہنچ سکتے۔ کثرت ظہور خوارق معیارِ افضلیت نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ قلیل الخوارق کثیر الخوارق سے افضل ہو یا عدیم الخوارق صاحب الخوارق سے ارفع اور اعلیٰ ہو۔ فقط خوارق عادات پر نظر رکھنا کوتہ نظری ہے۔ ان کوتہ بینوں کی نظر میں غیب کی خبریں معلوم کرنا، مخلوقات حاضر و غائب کا احوال سنانا بڑا ہی کشف و کرامت اور فضیلت ہے۔ حالانکہ یہ علم اس لائق ہے کہ جہل سے مبدل ہو تاکہ مخلوقات کا خیال ان کے دل سے محو ہو جائے اور خاص اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو۔ جو حقیقی کرامت اور ولایت ہے اور (وہ معرفت) ان کے خاص بندوں کے لئے مخصوص ہے۔ یہ معرفت ذات و صفات و افعال حق تعالیٰ سے اور شہود و اسرار و انوار الٰہی سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ ہی فی الحقیقت کشف و کرامت ہے جو عوام کی نظروں سے مستور ہے اور حواس ظاہری سے اور عقل انسانی سے معلوم نہ کی جاتی ہے۔ یہ کشف اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہے اور یہ کرامت اولیاؤں کے ہاں منظور، باقی عالم کون و فساد کی باتیں بتانے میں کونسی فضیلت اور شرافت ہے۔ علم کی شرافت موقوف ہے معلوم کی شرافت پر۔ جس قدر معلوم افضل اور اشرف ہے اُس قدر وہ علم افضل و اعلیٰ ہے۔ انتہیٰ ملتقطاً من المکتوبات۔

مشائخ کے ہاں خوارق عادات معتبر اور منظور نہیں ہیں۔ ان کا کہنا ہے:

اگر بر آب روی خسی باشی
اگر بر ہوا پری مگسی باشی
دل بدست آر کہ کسی باشی

(یعنی اگر تو پانی کے اوپر چلتا ہے تو تنکا ہے۔ ہوا میں اڑتے ہو تو مکھی ہو، اپنا دل قبضہ میں کر تو انسان بن جا۔)

آسمان پر اُڑنا ضروری نہیں، پانی پے چلنا منظور نہیں۔ زمین پر چلو، زمین پر سوجا، زمین پر اپنے اعلیٰ اخلاق سے عام خلق سے ممتاز رہو۔ (ایسے عمدہ، بے نظیر اخلاق و اعمال) دوسرے لوگوں سے نہ ہو سکیں۔ یہ ہے آپ کی ولایت، یہ ہے آپ کی خرق عادت۔

اب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ (جبکہ) آپ کے ہاں کشف کرامات نہ ضروری ہے نہ شرط ولایت، پھر ہم ولی اللہ کو کس طرح پہچانیں۔ شکل اور صورت میں تو سب انسان برابر ہیں۔ یہ اوصاف اور علامات، خوارق عادات اگر معتبر نہیں ہیں تو پھر دوسرے کونسی علامات اور اوصاف ولی اللہ کے ہیں؟ اس کا جواب مجمل طور یہ ہے کہ ولی وہ ہے جس کا ایمان کامل اور تقویٰ یعنی پرہیزگاری میں فائق ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ان کی تعریف فرمائی ہے:

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَكَانُوا۟ يَتَّقُونَ ۝

اور مفصل طور یہ کہ "ولی" وہ ہے جو اوصاف جمیلہ سے متصف ہو۔ اخلاق حمیدہ اسے حاصل ہو۔ صاحب علم و عمل، متبع شریعت موافق سنت ہو۔ ان کی کرامت کیا ہے اور خرق عادات کیا ہیں؟ صبر و سکون، حلم و حیا، خوف و رجا، شکر اور رضا بقضا، جود و عطا، توکل بر خدا جل و علا۔ خلق کے ساتھ احسان و نیکی کرنا، اُن سے شفقت اور ہمدردی کرنا، خلق کی تکالیف برداشت کرنا، شکایت اور ملامت پر تحمل کرنا، نیکی کر کے دریا میں ڈالنا، ان کے مال اور دولت سے لا طمع رہنا۔

فقیری کیا ہے؟ اس کے متعلق بزرگوں کا کہنا ہے کہ:

عِبَادَۃُ الْخَالِقِ وَالْیَأْسُ عَمَّا فِیْ اَیْدِی الْخَلَائِقِ

فی سبیل اللہ جانی ومالی قربانی کرنا، خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کے محبوب ﷺ سے محبت رکھنا، فنا فی اللہ و فنا فی الرسول ہوجانا۔ عبادت اور ریاضت کثرت سے کرنا۔ ہر دم اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا، تقویٰ اور طہارت سے متصف ہونا۔ قلت نوم، قلت کلام، قلت طعام، صدق مقال واکل حلال سے معروف، اعمال صالح اور اخلاق حسنہ سے موصوف ہونا۔ یہ ہیں ولیوں کی وہ پسندیدہ صفتیں، یہ ہیں حقیقی کرامتیں، یہ ہیں خوارق عادات، جو عام خلق سے نہیں ہوسکتیں۔ جس قدر ان صفات میں کوئی شخص کامل اور فائق ہوگا، اُس قدر اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب اور درگاہ الٰہی میں مقرب ہوگا۔ گذشتہ اولیاؤں کے حالات پر آپ غور کرکے دیکھیں گے تو وہ ان صفات سے متصف تھے۔ کسی میں کوئی صفت غالب نظر آتی تھی، کسی میں کوئی۔ جس طرح صدق حضرت صدیق اکبرؓ کا، عدل حضرت فاروقؓ کا، حیا حضرت عثمانؓ کا، شجاعت حضرت علیؓ کی مشہور و معروف ہیں۔ اگرچہ (یہ سب اوصاف) بطور قدرِ مشترک سب اصحاب میں موجود تھے، مگر کسی کا تعلق کسی خلق کے ساتھ غالب تھا، کسی کا کسی کے ساتھ۔

فائدہ: جس کسی کو باقاعدہ سیر سلوک کرنا ہو، اس کے لئے ضروری ہے کہ استاد، رہبر یا مرشد لے۔ خصوصاً اس راہ میں سینکڑوں وسوسے آفات اور بلائیں راہ میں حائل ہوتی ہیں۔ اگر کسی کو کوئی راہ ہاتھ نہ لگے یا بیعت کرنے کا موقعہ نہ مل سکے یا آپ کو کام کاج سے فرصت نہیں ملتی، پھر بھی آپ مطلق غافل نہ رہیں۔ خاموش ہوکر بیٹھ نہ جائیں۔ بغیر بیعت کے اپنے روکھے سوکھے ذکر کرنے کے آپ کو منع نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کا اسم مبارک لینا، کلمہ پڑھنا، ذکر کرنا، عام خاص شخص کو، عورتوں کو اور مردوں کو عام اجازت ہے۔

لنگ و لوک وگورد کروبی سوبب
سوئی آدمی غژ اورا ی طلب

یعنی لولا لنگڑا بہرا اور سوا کسی ذریعے محبوب کی طرف چھوٹے بچے کی طرح رینگتا چل اور اس کی طلب کرتا رہ۔

امید ہے کہ ایک دن آپ کو راستہ دکھائے گی اور اس کی برکت سے آپ منزلِ مقصود پر پہنچ جائیں گے۔

گفت پیغمبر کہ چوں کو بے دری
عاقبت زان در برو آید سری

فائدہ: حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ اپنے مکتوبات شریف میں اور حضرت پیران پیر دستگیر اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں پیری مریدی کے آداب مفصل تحریر کئے ہیں۔ وہ صفات آج کل نہ پیروں میں ہیں نہ مریدوں میں۔ اس وقت پیری مریدی عام سی بات ہوگئی ہے۔ دنیا کا دھندھا ہوگیا ہے۔ ایک وجہ معاش بن گیا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ (یہ پیر لوگ) آدم شماری میں لکھتے ہیں (فلاں شخص، فلاں ذات، پیشہ پیری مریدی) یعنی پیری مریدی پیٹ پالنے کا ایک دھندھا بن گیا ہے۔ اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے بھلا اب کیا کرنا چاہیئے، خلق کہاں جائے، بلکل اس کو چھوڑ دینا چاہیئے یا کچھ کرنا چاہیئے؟

جواب: یہ اصولی قاعدہ، ہر جگہ یاد کرلینا چاہیئے اور اُن پر عمل کرنا چاہیئے۔ مَالَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ یعنی جو چیز آپ کو کامل نہ ملے، ہاتھ نہ لگے تو پھر جس قدر آپ کو ہاتھ لگے لے لو، مت چھوڑو۔

ہمارا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ بالکل خاموش ہو کر بیٹھ جاؤ اور پیری

مُریدی کی خواہش چھوڑ دو (یہاں) مطلب ہے آپ کو خبردار کرنا، ہوشیار کرنا، سوچ سمجھ کر قدم اُٹھانے کے لئے ہدایت کرنا۔ کیونکہ اس وقت اکثر موروثی خاندانوں اور گادی نشینوں کی حالت ناگفتہ ہے۔ وہ اکثر (اپنے) بڑوں کے نام پر پھولے ہوئے ہیں۔ فقط خاندانی عزت اور شرف پر نازاں ہیں اور اپنے بڑوں کی پیروی ان سے نہیں ہوتی۔ جیسے شاہ بھٹائی نے فرمایا ہے:

سراهي ساڳيا پکي منجهہ ٻيا

اتي ٿيا ڪانو جن ڪينجهر ڪنو ڪيو

(یعنی جگہ تو وہی ہے لیکن ان میں پرندے دوسرے ہیں۔ وہاں ایسے کوے آگئے ہیں جنہوں نے کینجھر جھیل کو بدبودار بنادیا ہے)

البتہ عام خلق میں ابھی صالح بندے ہیں اور مٹی میں موتی کے دانے ابھی پائے جاتے ہیں۔ رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٌ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ ان (لوگوں) کی شان میں ہے۔

ولایت اور کرامت موروثی مال نہیں ہے جو وراثت میں ملے۔ خواہ وارث لائق ہو۔ یہ تو کسبی فضیلت، ذاتی لیاقت ہے، جو کسب کرے گا، عمل کرے گا، اپنے بزرگوں کے راستے پر چلے گا وہی کامیاب ہوگا۔ وہی پیر ہے وہی ولی ہے۔ سندھی ہو یا پنجابی ہو، قریشی ہو یا حبشی ہو، سرہندی ہو یا جیلانی، حسب نسب کا یہاں سوال ہی نہیں۔

دست زن در دامن ہر کہ ولی است

خواہ از نسل عمرؓ خواہ از علیؓ است

یعنی جو ولی ہو اس کے دامن کو پکڑو، وہ حضرت عمرؓ کی اولاد سے ہو یا حضرت علیؓ کی اولاد میں سے ہو۔ یعنی کوئی بھی ذات ہو۔

پیروں اور شریفوں کو تو زیادہ غیرت ہونی چاہئے۔ اگر کم ذات والے لوگ،

کوری خواہ موچی اگر وہ اُن بزرگوں کی پیروی کرنے سے شرافت، فضیلت، کرامت اور ولایت کو پہنچ جاتے ہیں، مگر وہ خاندانی شریف اصل نسل والے، افسوس ہے ایسے خسیس ناشائستہ اور ناروا عمل کرتے ہیں، جس سے عاصی انسان بھی (کرنے سے) گریز کرے، اپنے حسب نسب کو خاک میں ملالیتے ہیں۔ اس لئے تو اُن (یعنی اعلیٰ خاندان) کے لئے بد اعمال کا عیب بھی بڑا ہے اور عذاب بھی سخت ہے۔ جیسے قرآن پاک میں خدا تعالیٰ نے اہل بیت کی تنبیہ کے لئے فرمایا ہے: مَنۡ يَّاۡتِ مِنۡكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفۡ لَهَا الۡعَذَابُ ضِعۡفَيۡنِ جو بھی آپ اہل بیت میں سے کوئی برا عمل کرے گا تو اُن کا عذاب دوسروں (یعنی عام لوگوں) سے دگنا ہوگا۔

آپ اپنے بزرگوں کا احوال دیکھیں، سوانح عمری پڑھیں، دیکھیں، کس قدر عبادت، طاعت، مشقت، محنت اور تکالیف کیں۔ وہ ہم لوگوں کی طرح نہ تھے جو ساری رات سوئے رہیں اور سارا دن دنیا کی حاجت ہوئے میں غلطان رہیں اور دعویٰ کریں کہ ہم بھی ان (بزرگوں) کی اولاد ہیں اور اُن جیسے مستجاب الدعوات۔

یہاں ایک مناسب واقعہ یاد آیا جو آپ کو بتاتا چلتا ہوں جو شاید مثنوی شریف میں ہے:

بشنوید ای دوستان این داستان
خود حکایت نقدِ حالِ ماست آں

(یعنی اے دوست! یہ داستان سن، کیونکہ یہ بات ہی ہمارے حال کا کھلا بیان ہے۔)

ایک رنگریز کے کپڑے رنگنے کا برتن گھاٹ پر رنگ سے بھرا ہوا پڑا تھا۔ شام کو ایک گیدڑ پانی پینے کے لئے دریا پر آیا۔ رنگ کے برتن میں چھلانگ

لگاتے ہی ڈوب گیا۔ آخر ڈوب ڈوب کر باہر نکلا۔ نکلنے کے بعد اس پر پکا لال رنگ چڑھ گیا۔ دوسرے گیدڑ اس کو دیکھ کر حیران ہوگئے کہ یہ کونسا جانور آج یہاں آگیا ہے۔ آتے ہی کہنے لگے کہ خبردار! مجھ سے دور ہٹو، مجھ سے گستاخی نہ کرو میں ببر شیر کا بچہ ہوں۔ مجھے شکار کرکے کھلاؤ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔ وہ (گیدڑ) بچارے شکار کرکے کبھی مرغا، کبھی خرگوش پکڑ کر انہیں لادیتے تھے۔ کچھ دن یوں ہی گذرتے رہے۔ آخر ایک بوڑھے عقلمند گیدڑ نے کہا کہ مجھے اس پر شک ہے کہ یہ وہی گیدڑ ہے۔ خوامخواہ ہمیں تنگ کر رہا ہے اور خوار کر رہا ہے۔ آپس میں مشورہ کیا۔ شام ہوئی اور نزدیک اور دور سے سب نے ملکر آوازیں نکالنا شروع کی۔ (کہاوت ہے کہ گیدڑ گیدڑ کی آواز سن کر جواب نہ دے تو بدبودار ہو کر مرے) سو اُسے بھی چین نہیں آیا اور وہ بھی آواز نکالنے لگا (اور پکڑا گیا) دوسرے گیدڑ سمجھ گئے کہ یہ بھی وہی جھوٹا مکار گیدڑ کا بچہ گیدڑ ہی ہے۔ فقط دوسرا رنگ دیکھ کر ہم بھولے ہیں۔ پھر اس کو خراب خوار کرکے نکال دیا۔ مطلب یہ کہ آپ بھی رنگ دیکھ کر نہ بھولیں اور اعمال کو دیکھیں۔

فائدہ: (۱) پیر کی زندگی میں دوسرا پیر لینا درست ہے۔

مسئلہ: مکتوبات شریف میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی نے لکھا ہے کہ پیر کی زندگی میں اگر سالک اپنا فائدہ دوسری طرف دیکھے تو اُسے دوسرا پیر یا مرشد لینا جائز ہے۔ (مکتوب نمبر ۶۳ دفتر دوم)

فائدہ (۲) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں اگر طالب کو مرشد کامل نہ ملے، تو اس کو چاہیے کہ درود شریف کثرت سے پڑھے۔ امید کہ ان کو ایسا فیض اور فائدہ پہنچے گا جس طرح کامل مرشد سے پہنچتا ہے۔

فائدہ (۳) چونکہ اس وقت اولیاؤں کی صحبت میسر نہیں ہے، وہ موتی محبوب لعل و گوہر جن کی صحبت سے دنیا کی غموں سے دلیں صاف اور آنکھیں روشن ہوتی تھی، نظر نہیں آتے۔ اب اُن کی کتابیں دیکھنا، ان کی باتیں سننا، ان کے نیک اخلاق معلوم کرنا، ان کے سوانح حیات پڑھنا، ان کی صحبت اور زیارت کی قائم مقام ہیں۔ گویا خود آپ ان کی صحبت اور مجلس میں بیٹھے ہیں۔ ان سے فیض و برکات لے رہے ہو۔ ناول اور اخباریں پڑھنے سے بہتر ہے ان کی کتابیں پڑھیں اوران کے حالات سے (اپنے) دل روشن کریں۔

چونکہ گُل رفت و گلستان شد خراب
بوئے گُل را ازکہ جویم از گلاب

(یعنی اگر گُل گیا اور باغ ویران ہوگیا، اب گُل کی خوشبو عرقِ گلاب سے ہی ملے گی۔)

غموں کا علاج دعاؤں سے

یہ دعاؤں کا باب ہماری کتاب کا گویا لبِ لباب ہے۔ سوا سے خیال سے پڑھنا اور اپنے حال اور حاجت کے موافق دعا اور وظیفہ کا انتخاب کر لیجئے۔

(۱) حدیث شریف میں آیا ہے کہ قضا کو یعنی مصیبت اور بلا کو کوئی چیز دفع نہیں کر سکتی مگر دُعا۔

(۲) دوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ دُعا فائدہ پہنچاتی ہے اُس مصیبت کو جو نازل ہو چکی ہے اور اس کو بھی جو ابھی نازل نہیں ہُوئی۔ جو نازل ہو چکی ہے وہ ہلکی ہوجائے گی اور جو نازل نہیں ہُوئی وہ دفع ہوجائے گی۔

(۳) تیسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ دعا مانگنے سے عاجز نہ ہوں اور

ان میں سستی نہ کریں، کیونکہ کوئی بھی شخص باوجود دُعا کرنے کے ہلاک نہیں ہوتا۔

بھائیو! آپ ناامید اور دلگیر نہ ہوں، دل بڑا کریں اور دعا کرنے اور وظائف پڑھنے میں کوتاہی نہ کریں۔ رب العزت مہربان ہوگا اور آپ کے دکھ درد دور ہوجائیں گے۔

یہاں پر ہم بعض ایسی دعائیں جو ہمارے رہبر پیشوا غمخوار اُمت محبوبِ خدا، حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے غم اور مشکلات ٹالنے کے لئے بتائی ہیں، یا مشائخ کرام اپنے تجربات میں لائی ہیں، وہ لکھ رہے ہیں۔ مگر پہلے دعاؤں کے متعلق کچھ ضروری باتیں اور ہدایات عرض رکھی جاتی ہیں، ان پر عمل کریں تاکہ آپ کی دعائیں مستجاب ہوں اور آپ اپنے مقاصدِ حسنہ میں کامیاب ہوں:

(۱) اول لقمہ حلال ہونا چاہیے، لقمہ حرام ہوگا تو دعائیں مستجاب نہیں ہوں گی۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مسافر شخص ہے، جن کے بال بکھرے ہوئے، چہرہ مٹی سے اٹا ہوا ہو یعنی وہ بالکل ہی خستہ حال ہو، وہ دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتا ہے کہ یا اللہ! ایسا کر، یا اللہ! ویسا کر۔ حالانکہ اس کا کھانا پینا حرام کا، اس کا لباس حرام کا (جیساکہ آج کل کے بھکاریوں کا حال سب کو معلوم ہے) پھر کیونکر اس کی دُعا مستجاب ہوگی؟ (حدیث شریف میں) خاص طرح مسافر کا ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ مسافر اکثر خستہ حال، عاجز، قابل رحم ہوتا ہے، ورنہ یہ حکم عام ہے۔ گھر میں مقیم آسودہ حال لوگ تو بطریق اولیٰ اس حکم میں داخل ہیں۔

(۲) دعا کے مقبول ہونے میں جلدی نہ کریں، اور دیر ہونے پر مایوس نہ ہوں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی دعا قبول فرماتا ہے، جب تک بندہ جلد بازی نہ کرے۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اتنے دن یا اتنے سال سے دعائیں مانگ رہے ہیں یا وظیفے پڑھ رہے ہیں مگر ہمیں اب تک اپنا مطلب حاصل نہیں ہوا ہے اور ہماری دعائیں تو قبول نہیں ہورہی ہیں۔

بزرگوں کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کے قبول ہونے کا بیشک وعدہ فرمایا ہے، لیکن کوئی وقت مقرر نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے جب بھی وہ چاہتا ہے نہ کہ جب بندہ چاہے اور جس طرح خود پسند فرماتا ہے، اجابت کرتا ہے نہ کہ جس طرح بندہ چاہے۔

کتابوں میں آیا ہے کہ دعا کی اجابت کے تین طریقے ہیں۔ یا تو وہی مقصد حاصل ہوتا ہے جو بندہ چاہتا ہے یا اس سے بھی بہتر صورت میں دعا قبول ہوتی ہے یعنی جو چیز بندہ چاہتا ہے،اسے اس کا نعم البدل مل جاتا ہے یا دعا کی برکت سے کوئی بڑی آفت اور مصیبت اس کے سر سے ٹل جاتی ہے۔

(۳) دعاؤں کی اجابت کے لئے حسن ظن لازمی ہے۔ انا عند ظن عبدی بی یعنی میرے بارے میں بندہ جو گمان کرتا ہے، میں اس کی مطابق اس کے ساتھ معاملہ کرتا ہوں۔

صحیح حدیث شریف ہے یعنی یقین کریں اور اعتقاد رکھیں کہ ہماری دعائیں مستجاب ہوں گی اور ہمارے مطالب پورے ہوں گے، خواہ اُسی صورت میں یا اس سے بہتر صورت میں۔ آپ کے سوالات جو اسی صورت میں قبول نہیں ہوتے جس صورت میں آپ چاہتے ہیں، اُس کے کئی وجوہات ہیں، ایک تو یہ کہ انسانوں کو اپنے خیر، شر، نفع، نقصان کی خبر نہیں۔ (انسان) بسا اوقات اللہ تعالیٰ سے ایسا سوال کرتا ہے اور دعائیں مانگتا ہے، جس میں اس کی

خرابی اور تباہی ہوتی ہے، لیکن باری تعالیٰ اس کے بدلے میں اسے بہترین چیز عنایت فرماتا ہے۔ مثلاً ایک غریب کاشتکار ہے، جس نے نہ تو کبھی گھوڑا رکھا ہے اور نہ اس میں اس کے پالنے کی استطاعت ہے، وہ ایک رحمدل سخی بادشاہ سے سوال کرتا ہے کہ مجھے ایک بہترین گھوڑا سواری کے لئے عنایت کریں۔ بادشاہ ہوتا ہے دانا عقلمند شخص۔ وہ دیکھتا ہے کہ یہ (کاشتکار) ایک تو ناواقف اور ناتجربہ کار ہے۔ عمدہ گھوڑے پر سواری کرے گا تو وہ اسے گھما کر گرادے گا۔ ازاں سوا یہ غریب شخص اس کے لئے گھاس اور ہر روز دانہ کہاں سے لائے گا، جس پر اس کا پورا خاندان اپنا پیٹ پال سکے۔ پس وہ (بادشاہ) حکم کرتا ہے کہ اس کو ایک بہترین جوڑا بیل کا دیا جائے۔ جس سے وہ ہل چلائے، کنواں چلائے، زمین سیراب کرے، بال بچوں کے ساتھ آسودہ اور خوش حال زندگی گذار سکے۔ اب اگرچہ اس کا بظاہر اصلی سوال اور مطلب پورا نہیں ہوا مگر اس کا سوال بہترین صورت میں قبول کیا گیا۔ یا مثلاً آپ کے ہاتھ میں تیز دھار والی چمکدار چھری ہے۔ آپ کا انجان پیارا بیٹا، اسے لینے کے لئے ضد کرتا ہے، روتا ہے، وہ آپ اسے نہیں دیتے۔ اگر وہ اُٹھاتا بھی ہے تو آپ تھپڑ مار کر اس سے چھین لیتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ (نادانی سے) خود کو زخمی کرلے گا۔ آپ اس کو دوسرا کھلونا دیتے ہیں، مگر وہ راضی نہیں ہوتا، اب آپ بتائیں کہ اُس ناسمجھ بچے کا خیال درست ہے یا اس کے پدر مہربان کا؟

علیٰ ھذا القیاس اکثر لوگوں کے سوالات اور دعائیں بیوی کے لئے، بیٹے کے لئے، زمین ملنے کے لئے اور ایسی ہی دوسری چیزوں کے لئے ہوتے ہیں۔ اُس پر حضرت مولانا رومی فرماتا ہے:

بس دعاہا کان زیان است و وبال
از کرم می نشنود آن ذوالجلال

(یعنی بہت سی دعائیں ایسی بھی ہیں جو بندہ حقیقتاً اپنی تباہی اور نقصان کے لئے مانگتا ہے، لیکن باری تعالیٰ اپنے کمال کرم کے ساتھ قبول نہیں فرماتا۔)

یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ ہماری سب خواہشات اور دعائیں قبول نہیں ہوتیں، کیونکہ آپ کی خواہشات اور دعائیں ٹھیک نہیں ہوتیں، بلکہ وہ آپ کے حق میں بددعائیں ہوتی ہیں، جن کو غلط فہمی سے آپ نیک دعائیں سمجھ بیٹھتے ہیں۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ انسان بعض اوقات ایسی دعائیں مانگنے لگتا ہے جو خلاف قانونِ قدرت اور خلاف تدبیر و حکمت ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ تو اپنے قانونِ قدرت اور مشیت ازلی پر چلتا ہے نہ کہ انسان کے مختلف خیالات اور خواہشات پر، جو مشیتِ الٰہی کے سراسر برخلاف ہیں۔

غور فرمائیں اور دیکھیں کہ دنیا میں ہر ایک کے پانچ دوست ہیں تو پانچ دشمن بھی ہیں۔ مثلاً آپ کا کوئی سخت جانی دشمن ہے، آپ چاہیں گے اور دعائیں مانگیں گے کہ فلاں ذلیل ہوجائے، نابود ہوجائے، خوار و خراب ہوجائے، مرجائے، گل جائے۔ وہ آپ کے متعلق ایسے ہی چاہے گا اور آپ کا خوار و خراب ہونا پسند کرے گا۔ اسی طرح ان (آپ کے دشمن) کے بھی دو چار دوست ہوں گے، دو چار دشمن۔ دوست اُن کے لئے دعائیں مانگیں گے، خیر خواہ ہوں گے اور کہیں گے کہ خدا تعالیٰ ان کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے۔ دن دونی رات چوگنی ترقی ہو اور ان کے دشمن ہر طرح بدخواہ ہوں گے اور اسے بد دعائیں دیتے رہیں گے۔ دوستی اور دشمنی کا یہ سلسلہ بے حد طویل اور بے انتہا ہوتا چلا جائے گا۔ اب اگر سب کے سوالات پورے ہوتے جائیں اور سب کی متضاد دعائیں قبول ہوجائیں تو پھر دنیا ایک دن بھی نہ چل سکے اور سارے لوگ ایک دن میں فنا ہوجائیں، بلکہ ناممکن اور محال باتیں درپیش ہونے لگیں۔ اس

نے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ (سورۃ المومنون رکوع ۴ پارہ ۱۸)

ترجمہ: اگر امر الٰہی ان لوگوں کی خواہشات کے تابع ہوجائے تو آسمان اور زمین خراب ہوجائیں اور نظامِ عالم درہم برہم ہوجائے۔

مثلاً بارش جو بارانِ رحمت ہے، جس کی وجہ سے وحوش، طیور، میدان، باغ و بستان، درخت، چراگاہ، سب کے سب سرسبز آباد ہوجاتے ہیں۔ مگر آپ مہاجر اور جنگی والوں سے پوچھیں گے تو وہ کہیں گے کہ خدا کرے ایک بوند بھی نہ برسے۔ کاشتکار وغیرہ سے پوچھیں گے تو کہے گا کہ جم جم کر برسے۔ سورج تمام عالم کو روشنی دینے والا ہے یعنی روشن کرنے والا ہے۔ کچھ لوگ کہیں گے نکلے، کچھ کہیں گے کہ قیامت تک نہ نکلے۔

من شنیدم یارِ من فردا رود راہ شتاب
یا الٰہی تا قیامت بر نیاری آفتاب

(یعنی سنا ہے میرا محبوب کل یہاں سے روانہ ہوگا، یا الٰہی! کل کا سورج قیامت تک طلوع نہ ہو) خلقِ خدا کی مختلف خواہشات اور متضاد دعائیں اور مطالبات (آپ خود خیال کر کے دیکھیں) کس قدر نہ خلافِ عقل اور تدبیر، ناممکن اور محال ہیں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فقط آپ کی دعا سنے اور آپ کے دشمنوں کی نہ سنے۔ آپ کے دوست کی دعا قبول کرے اور آپ کے دشمن کی دُعا قبول نہ کرے؟ کیا وہ خدا تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا بندہ نہیں یا اس کا کوئی دوسرا پالنے والا اور پروردگار ہے کہ وہ اس سے دعا مانگے اور ان کے ہاں جا کر پناہ لے؟ آخر وہ بھی تو اسی خدا کو پکارے گا جس کو آپ پکارتے ہیں۔ آپ کا دشمن آپ کی نظر میں بد سے بدتر ہے، مگر وہی شخص دوسروں کا نورِ نظر راحتِ

جان ہے۔ شہد آپ کے منہ میں کڑوی لگتی ہے، دوسروں کے لئے میٹھی مصری ہے۔ سانپ کا زہر دوسروں کے لئے موت ہے اور آپ کے لئے آب حیات ہے۔ قادیانی آپ کے نظر میں کافر مطلق ہے، اپنے مریدوں کے لئے پیغمبر۔ مطلب یہ کہ دنیا میں کوئی بھی بدی مطلق نہیں۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق کسی نہ کسی حکمت اور خوبی سے خالی نہیں۔

پس بد مطلق نباشد در جہاں
بد بود نسبت بفعل مردمان
کفر ہم نسبت بخالق حکمت است
ور کنی نسبت بہ مایاں آفت است

(یعنی مطلق بد، شر دنیا میں کوئی نہیں، لوگوں کی بد اعمالی کی نسبت سے (انہیں) بد کہا جاتا ہے۔ کفر بنسبت خالق کے حکمت ہے یعنی رب تعالیٰ نے کسی حکمت کے سبب کفر کو پیدا کیا ہے اور کفر بنسبت ہم انسانوں کے آفت ہے)

تیسرا سبب دعاؤں کا دیر سے قبول ہونے کا ایک خاص محبانہ راز و انداز ہے۔ وہ یہ کہ مولیٰ تبارک وتعالیٰ کو اپنے بندہ کا راز و نیاز، عجز وانکساری بہت اچھی لگتی ہے۔ تبھی اس کی دعاؤں کی اجابت میں دیر فرماتا ہے تاکہ بندہ اسے پکارتا رہے اور گڑگڑاتا رہے، جیسے مجنوں کو درگاہِ الٰہی سے الہام ہوا اور یہ راز سنایا گیا۔

یک شبے مجنوں بخلوتہائے راز
گفت کہ ای پروردگار بے نیاز
ازچہ نام من تو مجنوں کردہ
عشق لیلیٰ در دلم چوں کردہ

می بری شبہا بگردون نالشم
کردہ خارِ مغیلان بالشم
تو چہ خواہی زین گرفتاری من
اے خدائے من ازیں زاری من
ہاتفش گفتا کہ اے مردِ غریب
در محبت کردہ ام غمہا نصیب
عشق لیلیٰ نیست این کارِ من است
حسن لیلیٰ عکس رخسار من است
خوش نماید گریۂ شبہائے تو
گوش دارم من بیار بہائے تو

یعنی ایک رات مجنون نے اپنی خلوت راز میں کہا کہ اے خالق بے نیاز! میرا نام مجنون کیوں رکھا ہے، لیلیٰ کا عشق میری دل میں کیوں پیدا کیا ہے، رات کو میری چیخیں آسمان تک پہنچاتا ہے اور ببول کے کانٹوں کو میرا بچھونا بنایا ہے۔ تو میری اس گرفتاری سے مجھ سے کیا چاہتا ہے، میرے خدا، میری اس عاجزی اور زاری سے تیرا کیا مطلب ہے۔ ہاتف غیبی نے جواب دیا کہ اے مسکین، محبت کرنے والوں کو میں نے غم ہی نصیب میں دئے ہیں۔ یہ عشق لیلیٰ کا نہیں ہے فی الحقیقت یہ عشق میرا ہے، لیلیٰ عشق میرے حسن کا ایک پرتو ہے، مجھے تیرے رات کے رونے دھونے بہت اچھے لگتے ہیں۔ میں تیرے محبت بھرے آواز کو کان دیکر سنتا ہوں۔

اُس پر مثنوی شریف میں نقل آیا ہے کہ ایک بادشاہ سخی مرد، صاحب جود وعطا کا تھا۔ ہمیشہ جمع کے روز روپیوں کی تھیلی بھر کر اپنے ہاتھ سے غریبوں اور فقیروں کو بانٹتا تھا۔ اکثر فقرا، ہر قسم کے مرد، عورتیں، بال، بچے قطار اندر

قطار آکر کھڑے ہوجاتے تھے۔ ہر ایک کو باری باری مٹھی بھر کر دیتا تھا۔ ایک دن عورتوں کے ٹولے میں سے ایک نوجوان حسین عورت مگر نہایت خستہ حال میلے کپڑوں میں ملبوس اٹھ کر آئی۔ بادشاہ نے جو اسے دیکھا تو محسوس ہوا کہ جیسے چودھویں کا چاند ہے جو میلے کپڑوں میں چھپا ہوا ہے۔ بادشاہ نے اسے کہا کہ اس بار جا پھر دوسری مرتبہ آنا۔ دوسری مرتبہ آئی تو بھی اُسے کچھ نہیں دیا اور کہا کہ پھر آنا اور آکر خیرات لے جانا۔ تیسری مرتبہ بھی اُسے خشک جواب دیکر واپس کردیا۔ اُس بچاری کو ارمان ہوا، اپنی قسمت اور کم نصیبی پر آنسو بہاتی ہوئی واپس جانے لگی۔ تب وزیر نے عرض کی کہ قبلہ یہ کیا ہے؟ سب کو تو اپنا حصہ پتی دے رہے ہیں، اس غریب کو ہر بار خالی واپس کرلیتے ہیں۔ اس نے کیا گناہ کیا ہے؟ تب بادشاہ نے کہا تجھے نہیں معلوم اس عورت کے حسن و جمال نے مجھے مست کردیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ ہمیشہ میرے پاس آتی رہے اور میں اس کے دیدار مطلع الانوار سے اپنی آنکھیں روشن اور اپنا دل خوش کرتا رہوں۔ اگر ایک بار میں نے اس کو دے دیا تو دوبارہ وہ نہ آئے گی اور نہ ہی میری طرف دیکھے گی۔

دُعا خضوع و خشوع سے کرنی چاہیے

خضوع کے معنی ہیں عاجزی انکساری، ظاہری جسم کے ساتھ نیازمندی کرنا، سر جھکانا۔ خشوع کے معنی ہیں دل سے خوف کرنا، حیا اور ادب کرنا، مخاطب کی شان و شوکت اور عزت کا پاس رکھنا۔ دونوں معنی ایک دوسرے کے ساتھ لازم اور ملزوم ہیں۔ کیونکہ جو دل میں حیا اور ادب رکھے گا، ان کے آثار چہرے پر بھی ضرور ظاہر ہوں گے جو عجز و انکساری کرے گا اس کا اثر دل پر ضرور ظاہر ہوگا۔ آپ کو چاہیے کہ دعاؤں اور عبادتوں میں خضوع اور خشوع کی

دونوں صفتیں، ظاہری خواہ باطنی حاصل کریں اور اسی طریقہ سے عمل، عبادت اور دعا کریں۔ کیونکہ اخلاص اور حضور قلب تمام اعمال صالحہ، عبادات اور دعاؤں کی روح ہے۔ اخلاص نہ ہوگا تو ہر جسم بے جان ہے یا چراغ بے نور یا شجر بے ثمر ہے یا دعا بے اثر۔ فقط زبان سے دعائیں مانگے اور حضور قلب موجود نہ ہو تو پھر کیا فائدہ۔

آپ دُعا عاجزی سے، زاری سے، انکساری سے، ادب سے، خضوع وخشوع سے، حضور قلب سے مانگیں گے تو مستجاب اور تیر بہدف ثابت ہوگی، جیسے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: امن یجیب المضطر اذا دعاہ (سورۃ نمل رکوع ۵ پارہ ۲۰) یعنی خدا تعالیٰ کے سوا دوسرا کون ہے جو مضطر کی دعا قبول کرے۔

مضطر اسے کہتے ہیں جو بالکل لاچار اور اضطرار کی حالت میں ہو، جس کا کوئی اور حیلہ وسیلہ نہ ہو اور نہ ہی ہمدرد خیر خواہ ہو۔ اگر بے پروائی سے، بے خیالی سے، بے ادبی سے، تحکمانہ لہجہ کے ساتھ دُعا مانگے گا، گویا خدا تعالیٰ پر حکم چلاتا ہے یا جنگ کرتا ہے۔ ایسی دعا کہاں قبول یا قابل التفات ہوگی۔ جس کی مثال حدیث شریف میں آئی ہے کہ بعض لوگ ڈنڈا کندھے پر رکھ کر دُعا مانگتے ہیں یعنی مغروری اور بے پروائی سے دعا کرتے ہیں، گویا خدا تعالیٰ ان کا تابع اور فرمان بردار ہے۔

مخدوم میاں محمد سیوستانی جو بڑے عالم دین اور مجذوب الحال درویش تھے، اس طریقہ سے دعا مانگنے پر ناراض ہوتے تھے اور لوگوں سے کہتے تھے کہ کیا خدا تعالیٰ تمہارا غلام ہے کہ اس پر حکم چلاتے ہو؟ کہ ایسا کرو ویسا نہ کر۔ وہ نہ تمہارا غلام ہے اور نہ تمہارے حکم کا تابعدار ہے۔

یہاں ہم اپنے والد محترم تاج الاولیاء حضرت خواجہ محمد حسن جان مجددی

فاروقی قدس سرہ کا ایک مکتوب شریف نقل کر رہے ہیں جو کسی مخلص کو "ہدایت نامہ" کے طور پر لکھا تھا۔ یہ (مکتوب) سب مریدوں کے لئے صحیح اعتقاد رکھنے کا پیغام ہے۔

"مکرمی ملا شکور اللہ صاحب سلمہ بعد از دعاء خیر خط ایشان رسید شکایت عدم جواب مرقوم بود، مگر ما فقیر برائے جواب دہی جملہ خطوط مریدان بستہ نیست۔ مگر کسے کہ لفافہ واپسی ملفوف میکند، آں را دو حرف جواب دادنی می شود۔ اگر مقصود مریدان دعا است، دراں قصور نیست وقبول آں باختیار مالک الملک است۔ حالا باز در حق شما دعائے نعم البدل و برائے تبدیل بگنداوہ از درگاہ او تعالیٰ دعائے خیر خواستہ می شود، اللہ تعالیٰ قبول فرماید۔ کار بندہ ہمیں دعاء است، قبولیت کار مالک است۔ مملوک را بکار مالک تنگ گرفتن سفاہت است۔

والسلام
فقیر محمد حسن
از کوئٹہ
۸/ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۶ھ

میرے مخلص مکرم ملا شکور اللہ سلامت ہو۔ دعاؤں کے بعد معلوم ہو کہ آپ کا خط ملا۔ جواب نہ دینے کی شکایت لکھی ہوئی تھی۔ مہربان! یہ فقیر سارے خطوط کا جواب دینے کا پابند نہیں۔ البتہ جو شخص جوابی لفافہ بھیجتا ہے، مجبوراً ان کو دو لفظ جواب کے لکھتے ہیں۔ اگر مریدوں کا مطلب دعا سے ہے، تو ہم اس میں قصور نہیں کرتے، قبول کرنا یا نہ کرنا مالک الملک کے ہاتھ میں ہے۔ ہم دوبارہ آپ کے لئے دعائے نعم البدل کی (شاید ان کی اولاد فوت ہو گئی تھی) اور گنداوہ (جو

شہر کا نام ہے) کی تبادلے کے لئے دعا کرتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قبول فرمائے۔ بندہ کا کام ہے دعا کرنا۔ قبول کرنا مالک کا کام ہے۔ بندہ کو مالک کے کام میں تنگ کرنا بے وقوفی ہے۔

۸ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ

دستخط حضرت صاحب رحمہ از کوئٹہ

دعا دوسرے شخص سے کروانا بھی حق ہے

قرآن اور حدیث سے یہ ثابت ہے، روزِ ازل سے یہ دستور چلا رہا ہے، اللہ تعالیٰ کی سنت اس پر جاری ہے کہ اپنے دوستوں اور خاص بندوں کی شفاعت اور دعائیں قبول فرماتا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسلمان کی دُعا اپنے بھائی مسلمان کے لئے پیٹھ پیچھے قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ پیٹھ پیچھے دُعا اخلاص اور حضور قلب کے ساتھ ہوتی ہے۔ اس میں ریاکاری، خوشامد، لالچ اور طمع کا خراب مادہ شامل نہیں ہوتا اور دُعا قبول بھی وہی ہوتی ہے جو خشوع و خضوع سے، دل کے اخلاص سے کی جائے، دل کی گہرائیوں سے نکلے نہ کہ تکلف سے، تصنع سے ظاہری زبان سے، جس طرح آج کل مطلبی لوگ امیروں کو، حاکموں کو، ان کے مظالم اور ایذارسانیوں سے بچنے کے لئے منہ پر دُعائیں کرتے ہیں اور پیٹھ پیچھے بددعائیں دیتے رہتے ہیں۔ آپ کسی پر احسان کریں، نیکی کریں، تبرع کریں، خدمت کریں، خیرات دیں، ان کا دل خوش کریں تو ان کے دل سے دعا نکلے گی اور آپ کو اس کی دعا لگے گی، لیکن اگر وہ صرف ظاہری طور پر زبان سے آپ کو دعا دے تو بھی آپ کی خدمت، آپ کا احسان، آپ کا حسن ظن آپ کے لئے کافی وشافی دعا ہے۔ اُس کے دل کی خوشنودی فی الحقیقت دُعا ہے۔

مثنوی شریف میں نقل ہے کہ ایک بار حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام (جو بڑے عرصے سے دعا مانگ رہے تھے اور دعا قبول نہ ہو رہی تھی) درگاہ الٰہی میں عرض کی کہ یارب العالمین اس کا کیا سبب ہے؟ درگاہ الٰہی سے الہام ہوا کہ تم ایسی زبان سے دعا مانگو، جس سے تو نے کبھی گناہ نہ کیا ہو۔ عرض کی کہ یا اللہ! ایسی زبان میں کہاں سے لاؤں۔ تب الہام ہوا کہ وہ زبان دوسرے شخص کی ہے تو نے اگر کوئی گناہ کیا ہے تو اپنی زبان سے کیا ہے نہ دوسرے کی زبان سے۔

پس تو مارا از زبان غیر خواہ
بازبانِ غیر کے کردی گناہ

(پھر تو مجھے کسی دوسری زبان سے سوال کر یعنی کسی اور سے کہو کہ وہ تیرے لئے دعا کرے۔ کیونکہ اُس دوسری زبان سے جو تیرے لئے سوال ہوگا، وہ قبول ہوجائیگا۔ کیونکہ اس دوسری زبان سے تو نے گناہ نہیں کیا)

مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ دوسرے سے دُعا کروانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اپنے لئے دعا کریں ہی نہیں۔ فقط دوسروں سے دعائیں کرواتے رہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قبلہ ہم تو گنہگار ہیں، دعا کرنے کے قابل ہی نہیں۔ ہم کیا دعا کریں گے، حالانکہ آفات اور بیماریوں کا راز یہی ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہوں اور اپنے رب تعالیٰ کو یاد کریں۔ گنہگاروں کی دعا خدا تعالیٰ اگر قبول نہ فرمائے گا تو گنہگار بیچارے کہاں جائیں گے۔ کوئی دوسرا خدا ان کا ہے کیا؟ کوئی دوسرا رب ان کا ہے؟ رحمت کے دروازے تو سب کے لئے کھلے ہیں فقط دروازے تک پہنچنے کی دیر ہے۔

باز آ باز آ ہر آنچ کردی باز آ
گر کافر و گبر وبت پرستی باز آ

این درگہ مادرگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

(لوٹ آ لوٹ آ جیسا ہے ویسا ہے لوٹ آ۔ اگر تو کافر ہے بت پرست ہے گبر سے لوٹ آ۔ یہ ہماری بارگاہ نااُمیدی کی بارگاہ نہیں اگر سو بار توبہ توڑی ہے تو بھی لوٹ آ۔)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قسم ہے خدا تعالیٰ کی کہ اگر (بالفرض والتقدیر) آپ گناہ نہ کریں تو خدا تعالیٰ ایسی قوم کو پیدا کرے گا جو گناہ کرے گی اور خدا تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پھر گناہ کریں گے اور پھر ان کی مغفرت ہوگی۔

مطلب یہ ہے کہ آپ کتنے بھی بدکار، گنہگار ہوں مگر نااُمید نہ ہوں۔ آپ خود بھی دعائیں کریں وظیفے نکالیں، دوسروں سے بھی دعائیں کروائیں تو رحمت کے دروازے کھل جائیں گے اور دعائیں مستجاب ہوں گی۔ رحمت کے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں فقط آپ کے آنے کی دیر ہے۔

حلقہ چہ زند کمال بردرت
دائم درِ رحمت تو باز است

(کمال تیرے در کو کواڑ کیوں لگائے (بند کیوں کرے) تیری رحمت کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے)

غموں کا علاج قرآن شریف سے

قرآن شریف سب روحانی اور جسمانی بیماریوں کے لئے شفا ہے اور دینی خواہ دنیوی مصیبتوں کے لئے رحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ مشکلات کے

لئے قرآن شریف پڑھنے کی ترتیب یہ ہے کہ ہفتے میں ایک ختم نکالے، ہر روز ایک ایک منزل پڑھے، قرآن شریف میں سات منزلیں ہیں۔ پہلی منزل فاتحہ سے شروع کر کے نساء تک پڑھے، دوسری مائدہ سے شروع کر کے یونس تک، تیسری یونس سے شروع کر کے بنی اسرائیل تک، چوتھی بنی اسرائیل سے شعراء تک، پانچویں شعراء سے والصافات تک، چھٹی والصافات سے ق تک، ساتویں ق سے آخر تک۔ اسے کہتے ہیں "فمی بشوق"

دوسری ترتیب یہ ہے کہ سات افراد اکٹھے بیٹھیں ہر شخص ایک ایک منزل پڑھے، ہر روز ایک ختم پورا کریں۔ اس طرح سات دن میں سات ختم پورے کریں تو بہتر ہے۔ امید ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہفتہ میں مشکل آسان ہو جائے گی۔

(۲) قرآن شریف میں ۱۴ چودہ آیات سجدہ تلاوت کی ہیں۔ کسی کو کوئی بھی مشکل پڑے، مجبوری پیش ہو تو وضو کر کے دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ پھر ایک ہی مجلس میں ۱۴ آیات پڑھے۔ ہر ایک آیت کے ساتھ سجدہ تلاوت کرتا جائے، پھر درگاہ الٰہی سے دعا مانگے۔ انشاءاللہ وہ مشکل آسان ہو جائے گی۔
آیات مقدسہ یہاں آپ کی آسانی کی خاطر لکھی جارہی ہیں:

(۱) اِنَّ الَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّکَ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیُسَبِّحُوْنَہٗ وَلَہٗ یَسْجُدُوْنَ ۝

(۲) وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّظِلٰلُھُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝

(۳) وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَّالْمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ۝

(۴) قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝ (بنی اسرائیل رکوع ۱۵ پارہ ۱۵)

(۵) اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَاۗءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝ (سورہ مریم رکوع ۴ پارہ ۱۶)

(۶) اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝

(سورۃ الحج رکوع ۲ پارہ ۱۷)

(۷) وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۤ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۝ (سورۃ الفرقان رکوع ۵ پارہ ۱۹)

(۸) وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝

اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ
الْعَظِيْمِ ۝ (سورۃ النمل رکوع ۲ پارہ ۱۹)
(۹) اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ
سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ (سورۃ السجدہ رکوع ۲ پارہ ۲۱)
(۱۰) قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ
كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ
فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ
عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ (سورۃ صٓ رکوع ۲ پارہ ۲۳)
(۱۱) وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا
لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ
تَعْبُدُوْنَ ۝ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ
وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۝ (سورۃ حم السجدۃ رکوع ۵ پارہ ۲۴)
(۱۲) اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝
وَاَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ۝ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ۝ (سورۃ النجم رکوع ۳ پارہ ۲۷)
(۱۳) فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ
لَا يَسْجُدُوْنَ ۝ (سورۃ الانشقاق رکوع ۱ پارہ ۳۰)
(۱۴) فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ

وَاقْتَرِبْ (سورۃ العلق رکوع ۱ پارہ ۳۰)

فائدہ: سجدہ تلاوت کرنے کی ترغیب یہ ہے کہ جو شخص آیت سجدہ کی پڑھے یا دوسرے سے سنے، وہ اٹھ کر قبلہ رخ ہو کر اللہ اکبر کہے۔ تکبیر کہتے وقت ہاتھ اوپر نہ اُٹھائے اور جا کر سیدھا سجدہ کرے (جس طرح نماز میں سجدہ کرتے ہیں) سجدہ کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سر اوپر اُٹھائے اور اپنے کام میں مشغول ہو جائے۔ فقط ایک سجدہ ایک آیت مبارکہ کے لئے ہوگا۔ دوسرے مسائل سجدہ تلاوت کے فقہ کی کتابوں میں دیکھیں۔ بیٹھے بیٹھے وہیں سجدہ کیا تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ: جو شخص اس کتاب میں یہ آیات پڑھے گا، ان پر بھی سجدہ واجب ہوگا، جو شخص زبان سے نہیں پڑھے گا فقط مطالع کرے گا ان پر واجب نہیں ہوگا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے کی ترتیب

ابجد کے حساب سے اس کا عدد ہے "۷۸۶" جو شخص اس عدد کو سات دن مسلسل کسی بھی مطلب کے لئے پڑھے گا، مال متاع میں برکت کے لئے یا حصول خیر و خوبی کے لئے، امید ہے کہ مقصد حاصل ہوگا۔

دوسری ترتیب مختی شخص کے لئے قضائے حاجات کے واسطے، بارہ ہزار بار بسم اللہ پڑھے، ہر ایک ہزار کے بعد دو رکعت نفل پڑھے اور درود شریف پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔ اسی طرح عدد مذکور یعنی بارہ ہزار پورے کرے۔ انشاءاللہ تعالیٰ کیسی بھی حاجت ہوگی سرانجام ہوگی۔

سورۃ الفاتحہ

اس سورۃ مبارکہ کا نام سورۃ ''الشفا'' ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ''اَلْفَاتِحَةُ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَآءٍ'' ہر ایک بیمار پر پڑھے، پانی میں دم کر کے پلائے، اگر کوئی شخص پرانی بیماری میں مبتلا ہو اور کوئی علاج فائدہ نہ کرے، اس کے لئے فاتحہ پڑھنے کی ترتیب حضرت شاہ عبدالعزیز نے اپنے تفسیر میں اس طرح لکھی ہے کہ سنت فجر اور فرض نماز کے درمیان اکتالیس (۴۱) بار پڑھے۔ چالیس دن تک۔ کیسا ہی لاعلاج مرض ہوگا یا مشکل کام ہوگا، انشاءاللہ وہ ٹھیک ہوجائے گا اور مشکل آسان ہوجائے گی۔

فائدہ: خود نہ پڑھ سکے تو دوسرے شخص سے پڑھائے اور اپنے پر دم کروائے۔

دوسری ترتیب دم کرنے کی یہ ہے کہ سر میں درد، آنکھوں میں درد، دانتوں میں درد یا کوئی بھی بدن میں سخت درد ہو یا بچھو یا سانپ کا کاٹا ہو، ایسے بیماروں پر دم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک کاغذ پر ابجد ھوز حطی جدا جدا الفاظ میں لکھے۔ ا،ب،ج،د،ھ،و،ز،ح،ط،ی وہ کاغذ قرحی پر یا درخت کے تنے پر رکھے اور ایک مین لوہے کی کیل پکڑے اور درد والے سے کہے کہ درد والی جگہ پر ہاتھ رکھے اور سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھ کر دم کرے اور مریض سے پوچھے کہ فائدہ ہوا، اگر مریض کہے نہیں تو پھر کیل کو ''ب'' پر رکھ کر دو بار پڑھے اور دم کرے اور مریض سے پوچھے کہ فائدہ ہوا، اگر مریض کہے نہیں تو کیل کو ''د'' پر رکھ کر تین بار سورۃ مبارکہ پڑھے اور دم کرے اور پوچھتا جائے، انشاءاللہ دس حروف سے پہلے پہلے مریض ٹھیک ہوجائے گا اور جہاں درد دفع ہوجائے کیل کو اس حرف پر ٹھوک دینا ہے۔

فضائل سورۃ یٰسٓ

صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "یٰسٓ قَلْبُ الْقُرْاٰنِ" یعنی سورۃ یٰسٓ کلام اللہ شریف کا دل ہے۔ اور بزرگوں کا کہنا ہے کہ جب تین دل یکجا ہوتے ہیں تو دعائیں قبول ہوتی ہیں: (۱) دل مومن کا (۲) دل قرآن یعنی سورۃ یٰسٓ (۳) دل رات کا یعنی آخر شب۔ آپ کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، ہمیشہ اس مبارک گھڑی میں سورۃ یٰسٓ پڑھیں اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگیں۔ آخر شب میں نہ پڑھ سکیں تو صبح کو نماز سے پہلے یا بعد پڑھیں۔

یہ فائدہ بھی یاد رکھیں کہ ہمیشہ عبادت کے لئے وظیفہ اتنا مقرر کرنا چاہیے جس میں ہمیشگی برقرار ہو سکے۔ دو دن وظیفہ کر کے پھر چھوڑ دیں، اُس سے بہتر ہے کہ تھوڑا کرنا چاہیے اور ہمیشہ کرنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ کے ہاں بھی یہ طریقہ پسند ہے۔ اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰهِ اَدْوَمُهَا اس لئے بہتر ہے کہ آپ ایک مرتبہ، جس طرح قرآن پاک میں سورۃ ہے اسی طرح پڑھیں۔

بعض مشائخ کے ہاں یہ پڑھنے کی ترتیب مجرب ہے۔ سورۃ یٰسٓ میں سات "مبین" ہیں۔ سورۃ شروع کر کے پہلی "مبین" پر کھڑا ہو جائے پھر دوبارہ سورۃ شروع سے پڑھنا شروع کرے۔ دوسری "مبین" تک پڑھے اس طرح تیسری بار اور ساتویں بار پڑھکر پوری کرے۔

تیسری ترتیب مشکلات کے وقت پڑھنے کے لئے مجرب ہے اور وہ یہ ہے کہ نماز عشا کے بعد دو رکعت نفل پڑھے پھر سورۃ یٰسٓ اکتالیس بار پڑھے۔ ہر بار پڑھنے کے بعد دعا مانگے اور کہے کہ: یَامَنْ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ (مجھے بیماری سے شفا دے۔ یا ظالم کے

شر سے پناہ دے یا تنگدستی دفع کر) جو بھی مطلب ہوگا جلد حاصل ہوجائے گا، انشاءاللہ تعالیٰ

سورۃ الواقعہ

اس سورۃ مبارکہ کی دفع فقر وفاقہ کے لئے تاثیر عجیب ہے۔ اصحابہ کرامؓ کے زمانے سے یہ وظیفہ ان کا مجرب اور معمول رہا ہے۔ حضرت امیر عثمانؓ رضی اللہ عنہ نے کچھ مال اور پیسہ حضرت عبداللہ بن مسعود کو دینا چاہا۔ آپ نے لینے سے انکار کردیا اور کہا کہ مجھے ضرورت نہیں ہے۔ فرمایا اگر تجھے ضرورت نہیں تو اپنی بیٹیوں کو جا کر دے۔ فرمایا کیا آپ میری بیٹیوں پر فقر اور تنگدستی کا خوف رکھتے ہیں؟ حالانکہ میں نے انہیں ''سورۃ واقعہ'' پڑھنے کے لئے بتائی ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص ہر رات سورۃ واقعہ پڑھے گا وہ تنگدستی ہرگز نہیں دیکھے گا۔

بھائیو! دیکھو ان کا اعتقاد کامل اور یقین جازم۔ ایسے اعتقاد اور یقین رکھنے سے تو لوگوں کو فوائد ہوتے ہیں اور کامیاب ہوتے ہیں۔ ہم لوگوں کا نہ ایسا اعتقاد ہے اور نہ یقین۔ پھر تو فائدہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ ''جیسے خیمے ویسے ثواب''

اس بات پر ایک نقل یاد آگیا۔ کہتے ہیں کہ ایک مولوی صاحب وعظ کررہا تھا۔ ایک دیہاتی مسجد کے باہر کان لگا کر سن رہا تھا۔ مولوی صاحب نے کہا بسم اللہ شریف کی ایسی برکت ہے کہ جو شخص بسم اللہ پڑھکر جو بھی کام کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔ کیسا بھی مشکل کام ہوگا، وہ پورا ہوجائے گا۔ وہ غریب ہر روز مٹکا دودھ کا سر پر رکھکر دریا پار جایا کرتا تھا۔ ایک پیسہ جانے کا اور پیسہ آنے کا کشتی والے کو دیا کرتا تھا۔ دوسری رات جب دودھ لے جانے لگا تو اُسے مولوی صاحب کی بات یاد آگئی اور دل میں کہا کیوں میں غریب آدمی دو

پیسے کشتی والے کو دوں۔ سو بسم اللہ پڑھ کر دریا سے گذر گیا اور اسی طرح واپس آگیا۔ ایسا جیسے کوئی زمین پر چلتا ہے۔ کچھ دنوں بعد جب مولوی صاحب دریا پر آئے تو کشتی نہیں تھی۔ شاگردوں نے ان سے کہا کہ حضرت! فلاں شخص آپ کے ہاں سے سن کر ہر روز بسم اللہ پڑھ کر دریا پر سے آتا جاتا ہے، آپ بھی ایسا کریں۔ کہا اچھا! لیکن ایک کام کرو، میری کمر سے عمامہ باندھو، اتفاق ہے اگر کہیں ادھر اُدھر ہو جاؤں تو پکڑ کر باہر نکالنا۔ مولوی صاحب جو بسم اللہ پڑھ کر دریاء میں گئے تو غوطے کھانے لگے۔ شاگردوں نے خدا خدا کر کے بچارے مولوی صاحب کو باہر نکالا۔

مطلب یہ کہ اس زمانہ میں مفلسی کا غم والم اور تنگدستی کی شکایت عام ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو لوگوں میں فیشن کا شوق اور فضول خرچی زیادہ ہو گئی ہے، دوسری طرف چیزوں کی مہنگائی اور بلیک مارکیٹنگ حد درجے کو پہنچ گئی ہے۔

دو گونہ عذاب است جان مجنون را
بلائے صحبت لیلیٰ و فُرقت لیلیٰ

(یعنی مجنوں کی جان کو دو قسم کا عذاب اور رنج ہے، ایک آزمائش لیلیٰ کی محبت کی اور دوسری جدائی لیلیٰ کی)

آج کل متوسط طبقے کی حالت قابل رحم ہے۔ سفید پوش عیالدار شخص کا گذر بسر سو سوا ماہوار سے بالکل مشکل اور محال ہے۔ اس لئے وہ رات دن فکرات میں مبتلا ہے۔ آپ کو چاہیے کہ یقین کامل رکھیں اور سورۃ "واقعہ" جو ۲۷ پارہ میں "الرحمٰن" کے بعد ہے، یاد کر کے ہر روز مغرب کے بعد ایک بار یا تین مرتبہ پڑھیں۔ اگر آپ کے پاس وقت ہو تو ہفتہ یا دو ہفتہ زیادہ سے زیادہ چالیس دن رات کو مغرب یا عشاء کے بعد اکتالیس مرتبہ پڑھیں۔ امید ہے کہ

جلد کشائش رزق کی ہو جائے گی۔ دو گھنٹے میں چالیس مرتبہ پڑھی جاسکتی ہے۔ دوسری دعائیں کشائش رزق کی آگے لکھی گئی ہیں۔

فضائل سورۃ الملک یعنی سورۃ تبارک

اس سورت مبارکہ کی خاصیت دفع عذاب قبر کے لئے قیامت کے دن محشر میں شفاعت کرنے کے لئے صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: میں دوست رکھتا ہوں امت میں سے اس شخص کو، جس کے دل میں یہ سورت ہو یعنی جس کو یاد ہو اور اسے پڑھتا ہو۔

حضرت ابن عباسؓ نے ایک دن اپنے دوست سے کہا: میں تجھے ایک حدیث تحفہ نہ دوں، جس سے تیرا دل خوش ہو جائے۔ کہا کیوں نہیں؟ فرمایا سورۃ تبارک پڑھ اور اپنے بال بچوں کو سکھا کیونکہ یہ سورۃ عذاب قبر سے پناہ دینے والی ہے اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے شفاعت کرنے والی ہے حتیٰ کہ عذاب دوزخ سے ان کو نجات دلانے والی ہے۔

میرا مشورہ ہے کہ آپ بھی دنیا میں خوش رہنے کے لئے اور آسودہ حالی کے لئے ہمیشہ مغرب کے بعد سورۃ "واقعہ" پڑھتے رہیں اور آخرت کی آسانی کے لئے عشاء کے بعد سورۃ "تبارک" پڑھتے رہیں اور صبح کو خاص خدا تعالیٰ کی رضامندی اور بندگی کے لئے سورۃ یٰسٓ پڑھتے رہیں۔ یہ تینوں سورتیں مقرر کر کے مداماً پڑھتے رہیں تاکہ دونوں جہاں آپ کے اچھے ہوں۔

سورۃ المزمل

یہ سورۃ مبارکہ بھی کشائش رزق کے لئے اور حصول غنا ظاہری اور باطنی کے لئے نہایت مفید ہے۔ مشائخ کے ہاں مجرب اور معمول ہے۔ پڑھنے کی ترتیب یہ ہے کہ سورۃ مبارکہ بسم اللہ سے شروع کر کے جب لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا پر پہنچیں تو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۲۵ بار پڑھیں۔ پھر دوسری مرتبہ شروع سے پڑھیں اور جب لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا پر پہنچیں تو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۲۵ بار پڑھیں۔ پھر اوپر سے شروع کر کے، اس طرح تین بار پڑھکر پوری کرے۔

دوسرا وظیفہ کشائشِ رزق کے لئے

جو بزرگوں کے تجربے میں آیا ہوا ہے، اس طرح ہے۔ چالیس دن کوئی بھی وقت پڑھنے کے لئے مقرر کرے، اطمینان سے بیٹھ کر اول گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے۔ پھر ۱۱۱۱ گیارہ سو گیارہ مرتبہ یا مغنی تسبیح پر پڑھے۔ گیارہ تسبیح پڑھیں گے تو ۱۱۱۱ مرتبہ ہو جائے گا۔ پھر آخر میں ۱۱ مرتبہ درود شریف پڑھیں جو شخص یہ عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ غیب سے اس کے لئے رزق روزی کا دروازہ کھول دے گا۔

مسئلہ: کلام اللہ شریف کے درمیان یا ان کے سوا دوسرے وظائف میں بعض نامعلوم اسماء مثلاً: یا وردائیل، یا طمطلائیل یا بھصوب، بھصوب یا اور الفاظ جن کی معنیٰ معلوم نہیں۔ ذکر کیا ہے، معلوم نہیں یہ جنوں کے نام ہیں یا ملائکہ کے یا شیطانوں کے نام ہیں۔ ایسے نام پڑھنا درست نہیں ہیں۔ اگرچہ وہ نام

امام بونی یا شیخ سنوسی نے اپنی کتابوں میں ذکر کئے ہیں۔ ان سے مغرور نہ ہوں۔ خدا تعالیٰ سے فقط اسماء الحسنیٰ سے دعا کرنی چاہیے جو قرآن پاک یا حدیث شریف میں آئے ہیں یا جن کے معنیٰ معلوم ہوں نہ کہ مجہول المعنیٰ سے۔

مسئلہ: کلام اللہ شریف کی آیات وضو کے بغیر کاغذ پر لکھنا یا چینی کے برتن پر لکھنا درست نہیں۔ اُس برتن کو یا اس تعویذ کو ہاتھ لگانا بھی درست نہیں۔ مگر غلاف، پردہ یا پاک کپڑا یا چمڑے میں تعویذ کو بند کر کے دھاگا باندھ کر، کُرتے کے اندر، گلے میں یا بازو میں باندھنا چاہیے۔ باقی رنگین کانچ باندھتے ہوئے تعویذوں کے خول آتے ہیں، جن پر سُنہری حروف سے الفاظ لکھے ہوئے ہیں: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ يَا حَسْبِيَ اللّٰهُ لکھا ہوا ہوتا ہے، جو عورتیں اکثر اپنے بچوں کو پہناتی ہیں۔ ان سے کاکوس میں جانا درست نہیں اور بے وضو ہاتھ لگانا بھی درست نہیں۔

مسئلہ: مراد آبادی برتن جن پر آیت الکرسی کندہ ہوتی ہے۔ ان کے لئے بھی حکم ہے کہ بغیر وضو ہاتھ نہ لگائیں۔ فقط وضو کیا ہوا شخص پانی سے دھوکر۔ دوسرے برتن میں انڈیل کر بیمار کو پلائے۔

مسئلہ: تعویذ لکھنے یا دم کرنے کی اجرت لینا درست ہے۔ اس کی دلیل اُس قصہ میں ہے جو صحیح حدیثوں میں مذکور ہے۔ جس اصحابی رضی اللہ عنہ نے ''سورۃ فاتحہ'' پڑھکر ایک رئیس کو دم کیا تھا، جس کو سانپ یا بچھو نے کاٹا تھا، اور اس دم کرنے کی عوض شرط کر کے بکریوں کا ریوڑ ان سے لیا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فقط اس کے جواز کی فتویٰ دی بلکہ فرمایا: اِنَّ اَوْلٰى مَآ اَخَذْتُمْ عَلَيْهِ الْاُجْرَةَ كِتَابُ اللّٰهِ یعنی بہترین چیز جس پر آپ اُجرت لیں وہ کلام اللہ شریف ہے۔

مسئلہ: غیر شرعی محبت اور بغض کے لئے عمل کرنا درست نہیں ہے۔ اگرچہ آیاتِ قرآنی یا اسماء الہٰی سے ہو۔ ظالم کے فقط دفع شر کے لئے وظیفہ پڑھنا چاہیے، زیادہ ہلاکت اور تباہی کے لئے عمل نہ کرنا چاہیے۔ اس طرح میاں بیوی کو جدا کرنے کے لئے یا شوہروں کو بیویوں کے ساتھ باندھنے کے لئے عمل کرنا بڑا گناہ ہے، شیطانی حرکت ہے۔ جس طرح آج کل اس ملک بلوچستان میں یہ فساد بہت زیادہ ہے۔ آخوند اور ملا نوجوان شادی شدہ مرد کو سحر اور جادو کے ذریعے جکڑ لیتے ہیں۔ اچھے خاصے دیکھے بھالے لوگ یہ کام کرتے ہیں۔

مکتوبات شریف میں حضرت امام ربانیؒ مجدد الف ثانی نے یہ نقل لکھا ہے کہ ایک بزرگ نے شیطان کو دیکھا۔ گم سم ہو کر ایک کونے میں پڑا تھا۔ فرمایا اے خبیث! تو کس لئے اس کونے میں بیکار سارا دن بیٹھا ہوا ہے؟ جواب دیا کہ حضرت کیا کروں میرا کام تو اس زمانہ کے ملاں مولوی کر رہے ہیں۔ میں جا کر کیا کروں؟

مسئلہ: سحر اور جادو کی تاثیر حق تعالیٰ کے حکم اور قدرت سے حق ہے اور صحیح و ثابت ہے۔ خود آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جادو کیا گیا تھا اور اس کا خراب اثر بھی ظاہر ہوا تھا۔ جس کا ذکر شانِ نزول "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ" میں مذکور ہے۔ ہمارے ہاں اسلامی علاج اور عملیات سحر اور جادو باطل کرنے کے لئے یا جن اور شیطان دفع کرنے کے لئے موجود ہیں۔ پھر کیا ضروری ہے کہ غیر مسلمانوں سے علاج کروائیں۔ کولی (یہ ہندوؤں کی ذات ہے) یا برہمنوں سے سر ندے بجوائیں اور مختلف طریقوں سے علاج کروائیں۔

مسئلہ: غیر مسلمانوں کو دوا وغیرہ دینا یا اگر کوئی اعتقاد اور محبت سے آئے تو اس کو دم کرنا یا شکر یا پانی دم کر کے دینا درست ہے۔ مگر کلام اللہ شریف کی آیت مبارکہ تعویذ کر کے لکھ کر دینا درست نہیں۔ کیونکہ وہ ہر وقت بے وضو اور پلید رہتے ہیں۔

ایک مرتبہ پیر گوٹھ طیبر میں تھا۔ ایک ہندو پیر صاحب طیبر والے کے ہاں آیا اور تعویذ مانگا۔ آپ نے ان کو کچھ لکھ کر دیا۔ میں نے پوچھا کہ سائیں آپ نے کیا لکھا؟ آپ نے فرمایا ہم غیر مسلمانوں کو فقط (اِعْتِقَادُكُمْ يَنْفَعُكُمْ) تعویذ میں لکھ دیتے ہیں۔ ہمارے والد صاحب مرحوم نے تو آخری ایام میں، بے ادبی کے خوف سے تعویذ لکھنا چھوڑ دیا تھا اور بلکل بند کر دیا تھا۔ فقط پانی یا دھاگا دم کر کے دیتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ ہم نے اپنے لکھے ہوئے تعویذ لوگوں کی بے خیالی سے گم کئے ہوئے کچرے سے اٹھائے ہیں۔ اس فقیر کو حضرت صاحب طیبر والے نے یہ رباعی تعویذ کے طور لکھ دینے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی:

اے در صفت ذات تو حیران کہ ومہ
وزجملہ جہاں خدمت درگاہ تو بہ
علت تو فرستی وشفا ہم تو دہی
آنرا بفضل خویش تو بستان واین بدہ

میں بھی اکثر عام بیماریوں کے لئے یہ رباعی لکھ دیتا ہوں اور مشکلات آسان کے لئے یہ دعا منظوم لکھ دیتا ہوں:

اے آنکہ بذات خویش پائندہ توئی
از دامن شب صبح برآرندہ توئی

کارِ من بیچارہ قوی بستہ شدہ
بکشای درے کہ در کشایندہ توئی

آپ بھی یہ مقبول دعائیں اور رباعیات لکھ کر دیں عام اجازت ہے۔

سورۃ الاخلاص یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

یہ وہ مبارک سورت ہے جو خدا تعالیٰ کے ہاں محبوب ترین ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قل ھواللہ احد کا ثواب قرآن پاک کے تیسرے حصہ پڑھنے جتنا ہے، یعنی جو تین بار پڑھے گا گویا اس نے سارے قرآن پاک کا ختمہ نکال لیا۔ اور جو مسلمانوں کے قبرستان میں جا کر گیارہ مرتبہ پڑھے، ثواب اس کا اہل مقبرہ کو بخشے گا تو اہل مماتی کی مغفرت کے ساتھ ساتھ پڑھنے والے کو بھی سب اہل مماتی جتنا ثواب ہوگا۔ ویسے تو تین بار صبح و شام پڑھنا کافی ہے لیکن اگر کوئی مشکل درپیش ہو تو ہر روز ایک ہزار بار چالیس روز تک پڑھے۔ امید ہے کہ ہر مشکل آسان ہو جائے گی اور دین و دنیا کے مقاصد حاصل ہوں گے۔

مُعَوَّذَتَیْن

یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ان سورتوں کی تاثیر سحر اور جادو باطل کرنے کے لئے، جنوں اور شیطانوں کے شرارتوں سے بچنے کے لئے، انسانی صورت میں شیطان صفت حاسدوں اور دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لئے نہایت مجرب ہے۔ ان (سورتوں) کا شان نزول کا قصہ صحیح روایات میں اس طرح مذکور ہے کہ لبید بن عاصم یہودی نے اپنی بیٹیوں سے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جادو کروایا۔ آپ کے کچھ بال

مبارک اور کنگی کے کچھ دانت لے کر ان پر کچھ پڑھکر بالوں کو گیارہ گرہیں لگا کر مدینہ منورہ کے ایک کنوے میں ڈالدیا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت مبارکہ پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ تین دن تک بہت تکلیف میں رہے۔ پھر یہ دو سورتیں نازل ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی کہ جادو فلاں کنوے میں دفن ہے۔ جب وہ نکلوایا تو گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ ایک ایک آیت مبارکہ کے پڑھنے سے ایک ایک ہو کر گرہ کھلتی گئی اور جادو کا اثر زائل ہوتا گیا۔ مسحور اور آسیب زدہ (یعنی جادو کئے ہوئے) لوگوں کو چاہیے کہ ہر روز صبح و شام تین تین بار پڑھکر اپنے پر دم کرے۔ اگر زیادہ پڑھ سکے تو ہر روز سو سو مرتبہ پڑھکر دم کرے تو جن یا جادو کا اثر دفع ہوجائے گا۔ اگر نظر بد کسی بچہ یا حیوان کو لگے تو اس کے لئے بھی سورتیں پڑھ کر دم کرنا یا پانی دم کر کے دینا مجرب ہے۔

دوسرا علاج سحر باطل کرنے کے لئے

اگر کسی پر جادو ٹونا کیا ہوا ہو تو وہ یہ کرے: مرغی کے تین عدد انڈے لے، پانی میں پختہ (بوائل) کر کے اوپر کا چھلکا اتارلیں۔ سفیدی پر قلم سے یہ آیت مبارکہ لکھیں۔

قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (پارہ ۱۱ سورۃ یونس ع ۸) دوسرے انڈے پر لکھے: اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ (پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء ع ۳) تیسرے انڈے پر لکھے: وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا

مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ۝ (پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان ع ۳)

تیسرا علاج

کسی شخص کو جن نے پکڑ لیا ہو یا مرگی کے مرض میں بے ہوش ہو کر گر گیا ہو تو ان پر یہ آیات پڑھیں:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ (پارہ ۱۸ سورۃ المومنون ع ۶)

تین بار پڑھ کر اس کے کان میں پھونکے، اگر غیر محرم عورت ہو تو کوئی محرم اس کے کان کی چوٹی پکڑے اور دور سے پڑھنے والا دم کرے۔

چوتھا علاج حرز ابی دجانہ

اس دعا کا نام حرز ابی دجانہ ہے۔ یہ دعا ہر قسم کے جنیات اور غیبات کے واسطے مشہور اور معروف ہے۔ کسی مکان میں اگر شرارت ہو تو اس مکان میں پڑھکر دم کریں یا لکھ کر دیوار پر اونچی جگہ قبلہ رخ ٹانگ دیں۔ آدمی پر غیب کا اثر ہو تو پڑھکر دم کرنا چاہیے۔ یا تعویذ لکھ کر گلے میں بندھوا دیں یا پانی میں دم کر کے دیں۔ وہ دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اِلٰى مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ

الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ اِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَا رَحْمٰنُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْخَلْقِ سَعَةً فَاِنْ تَكُ عَاشِقًا مُوْلِعًا اَوْ فَاجِرًا مُؤْذِيًا فَهٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ يَنْطِقُ عَلَيْنَا وَعَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ وَرُسُلُنَا يَكْتُبُوْنَ مَا تَمْكُرُوْنَ اُتْرُكُوْا صَاحِبَ كِتَابِيْ هٰذَا (اگر کسی جگہ غیب ہو تو کہے) اُتْرُكُوْا هٰذَا الْمَكَانِ وَانْطَلِقُوْا اِلٰى عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَاِلٰى مَنْ يَّزْعَمُ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ حٰمٓ لَا يُنْصَرُوْنَ حٰمٓ تَفَرَّقَ اَعْدَآءُ اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.

یہ دعا یاد کرلیں تاکہ ہر جگہ آپ کو کام آئے۔

پانچواں علاج غیبات کا

اگر کسی کے گھر میں غیبات کی شرارت ہو، پتھر مارتے ہوں، آگ جلاتے ہوں یا خوفناک آوازیں نکالتے ہیں۔ (تو اس حالت میں آپ یوں کریں) چار کیلیں لوہے کی لیکر، ہر ایک کیل (میخ) پر یہ آیت مبارکہ ۲۵ بار پڑھیں۔ جگہ کے چاروں کونوں میں اوپر دیوار پر ٹھوکیں تو ان کی شرارت دفع ہوجائے گی۔ وہ آیت مبارکہ یہ ہے: اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝

دوسرے یہ کہ شام کو سورج غروب ہونے کے بعد ایسے گھر میں چاروں کونوں میں اذان دلوائے تاکہ جن اور شیطان بھاگ جائیں۔

ایسی جگہ میں آیت الکرسی ہر روز و شب تین بار پڑھ کر چاروں کونوں میں پھونکیں اور ہر بار جب وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ۝ پر پہنچیں تو ان الفاظ مبارکہ کو تین بار دہرائیں۔

آیات شفا: قرآن پاک میں چھ آیات ہیں، جن میں شفایابی کی بشارت دی گئی ہے، یہ ہر قسم کے بیمار کو جن کے علاج سے ڈاکٹر و حکماء عاجز ہو چکے ہوں، چینی کے برتن پر لکھ کر دھو کر پلائیں تو انشاءاللہ تعالیٰ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ شفا بخشے گا۔ وہ آیات یہ ہیں: (۱) وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ ۝ (۲) وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ (۳) يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ (۴) وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ (۵) وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ (۶) قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ اٰمَنُوا هُدًى وَّشِفَآءٌ

پہلے بسم اللہ لکھے پھر آیات لکھے، آخر میں درود شریف وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وآلہ وسلم لکھے اور وضو کیا ہوا شخص دھو کر مریض کو پلائے۔ برتن میں بچے ہوئے پانی میں ہاتھ بھگو کر مریض کو آنکھیں اور ماتھے پر مسح کرے۔ اگر زم زم کا پانی ہو تو اس میں تھوڑی خاک شفا ملا کر مریض کو پلائیں تو بہتر ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکواۃ میں شیخ ابوالقاسم قشیری کا نقل لکھا ہے کہ میرا بیٹا کسی سخت بیماری میں گرفتار ہو گیا، حکما عاجز ہو چکے۔ سخت مشکلات میں پڑ گیا اور اسی فکر میں سو گیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب

میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اے ابوالقاسم! تو کیوں غافل ہوا ہے آیات شفا سے) صبح کو کلام اللہ شریف کھول کر یہ چھ آیات ڈھونڈ نکالیں۔ پھر ان آیات کو لکھ کر دھو کر بیٹے کو پلائیں۔ فی الفور میرا بیٹا شفایاب ہوا، گویا ان کے پاؤں سے کسی نے بند کھول دئے۔ پھر شیخ عبدالحق مذکور نے لکھا ہے یہ عمل بہت سے مشائخین سے مذکور اور مروی ہے۔ بیمار پر دم کرنا اور دھو کر پلانا صحیح تجربات سے ثابت ہے۔

ہمارے حضرات کے ہاں بھی یہ عمل معمول اور مجرب رہا ہے۔ آپ بھی اس پر عمل کریں تو خدا تعالیٰ مریضوں کو عافیت بخشے گا۔ اِنْشَآءَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی.

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

اس آیت مبارکہ کا وظیفہ تمام مشکلات دینی خواہ دنیوی کے لئے کافی و شافی ہے۔ خصوصاً جو شخص جھوٹے مقدمہ میں گرفتار کیا گیا ہو یا حاکموں کا زیر عتاب آیا ہو، یا دشمن کے خوف و خطرے سے پریشان ہو، یا رزق کی تنگی ہو تو اس وظیفے سے غفلت نہ کرنی چاہیے۔ ہمارے بزرگ ایسی حالات میں اپنے مریدوں کو یہ وظیفہ بتاتے تھے اور پڑھاتے تھے۔

یہاں پر مرحوم آخوند یار محمد متعلوی کے وہ اشعار یاد آئے ہیں جو انہوں نے اپنے منظوم خط میں ہمارے حضرت صاحب تکھڑ شریف والے کی طرف لکھکر ایک لمبا فارسی قصیدہ نہایت فصیح و بلیغ بنا کر عربستان روانہ کیا تھا۔ اس میں فرماتے ہیں:

ابیات فارسی

اے صبا گر بسوئے مکہ روی | از تو برمن ہزار احسان است
آں دیارے کہ ہر خس و خاش | بہتر از یاسمین و ریحان است
اندر آنجا است پیر و مرشد من | نام نامیش عبدالرحمن است
ہست آل امام ربانی، | قدوۃ اہل علم و عرفان است
برسانش زمن سلام و دعا، | او بے کن اداکہ شایان است
بعد ازاں گو بصد خضوع و خشوع | کہ مرید تو بس پریشان است
از غم روزگار فکر عیال، | در شب و روز سبحہ گردان است
حسب ارشاد تو وظیفہ او | حسبنا اللہ زنص قرآن است

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا کہ مجھے تعجب ہے اس مبتلائے مشکلات شخص پر جو دشمنوں کے پنجے میں آیا ہو، وہ کیسے غافل رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام پاک میں فرمایا ہے: فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ

حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جس وقت سیدنا حضرت ابراھیم علیہ السلام کو آگ میں پھینکا گیا، اس وقت آپ نے کہا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ تو وہ آگ باغ و بہار ہو گئی اور جنگ بدر میں جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ آپ پر دشمن، یعنی قریش کے لشکر نہایت زوردار حملہ کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں، تب آپ ﷺ نے فرمایا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے لئے کافی اور اچھا مددگار ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے دشمن کو دفع کردیا اور فتح مبین نصیب فرمائی۔

وظیفہ پڑھنے کا طریقہ: کوئی بھی فرصت کا وقت نکالیں، دن ہو یا رات مقرر کر کے، پہلے سو بار درود شریف پڑھیں پھر پانچ سو بار "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" پڑھیں۔ ہر ایک سو کے آخر میں "نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ" پڑھیں۔ پھر آخر میں سو بار درود شریف پڑھیں۔

فقیر عرض کرتا ہے کہ اگر اتنی فرصت نہ ہو یا پڑھ نہ سکے تو فقط ایک سو بار یہ آیت مبارکہ اور سات سات مرتبہ درود شریف اول اور آخر میں پڑھیں تو بھی کافی ہے۔ ثواب اس ختمہ مبارکہ کا بروحانیت حضرت خواجہ محمد معصوم سرھندی کو بخشے اور خدا تعالیٰ سے اپنے مقصد کی دعا مانگے۔

دوسری آیت مبارکہ: فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝

یہ بھی تمام مہمات اور مشکلات کے لئے ہر روز ساٹھ بار پڑھنا نہایت نافع اور برکت بھری ہے۔ ہر مومن مسلمان کو یہ دعا ہمیشہ پڑھنی چاہئے۔ کیونکہ پڑھنے میں بھی آسان ہے اور تمام مشکلات کے لئے کافی اور شافی ہے۔ بعض علماء لکھتے ہیں کہ اس آیت مبارکہ کے پڑھنے کے متعلق حدیث شریف میں ایک بڑی عجیب وغریب بشارت آئی ہے۔ یعنی جو شخص اس آیت مبارکہ کو پڑھے گا خواہ صادق ہو یا کاذب، ان کے مہمات آخرت کے خواہ دنیا کے پورے ہوں گے۔ حالانکہ اکثر دعائیں موقوف ہوتی ہیں صدق اور صحت نیت پر، مگر اس آیت مبارکہ رحمت واسع اور بشارت عام کو پڑھنے والا اپنے قول میں صادق اور توکل میں ثابت قدم ہو یا نہ ہو۔ یہ ایسی بڑی نعمت ہے جس کی قدر پہچانی چاہئے اور اس کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ ۝

یہ آیت مبارکہ غموں اور وہموں کے علاج کے لئے اکسیر اعظم ہے۔ مشہور و معروف "دعائے یونس" ہے۔ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے: فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو غمزدہ اپنی دعا اس آیت مبارکہ کے ساتھ مانگے گا، اس کی دعا قبول کی جائے گی۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے تعجب ہے کہ مغموم یعنی دکھی انسان کیوں غافل رہتا ہے۔ اس لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ سے، حالانکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ اور مشائخ نقشبندیہ کے ہاں اس کے پڑھنے اور ختم کرنے کی ترتیب یہ ہے (یہ ختم خواجگان میں پڑھتے ہیں) سو بار اول اور آخر میں درود شریف اور درمیان میں پانچ سو بار لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھے۔ آخر میں درود شریف ایک سو مرتبہ پڑھے۔ ثواب اس کا بروحانیت حضرت پیر دستگیر سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بخشے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کیسی بھی مشکل ہوگی آسان ہوجائے گی۔

غموں کا علاج کلمہ ترجیع سے

یعنی اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے سے۔ اگر کوئی مصیبت کسی پر پہنچے۔ مثلاً کسی کا عزیز فوت ہوجائے یا کوئی تلف ہوجائے، یا کوئی بیماری

چیز ضایع ہو جائے، تو ان کو بروقت یہ آیت مبارکہ پڑھنی چاہیے: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پھر کہے: اَللّٰهُمَّ اٰجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا یعنی اے اللہ! مجھے اس مصیبت کا آخرت میں اجر دے اور (دنیا میں) اس کا بہترین عوض عطا فرما۔

ام المؤمنین حضرت بی بی ام سلمہ سے روایت ہے کہ جب میرے مرد (شوہر) ابو سلمہ نے (جو صحابی تھے اور ان پر نہایت ہی مہربان تھے) وفات پائی۔ میں نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا تھا کہ جو مصیبت کے وقت اوپر دی ہوئی آیت اور دعا پڑھے گا، اس کو اللہ تعالیٰ بہترین عوض عطا فرمائے گا۔ تو میں پڑھتی تھی، مگر دل میں خیال آتا تھا کہ ابو سلمہ سے بہتر شخص میرے لئے کون پیدا ہوگا، تاآنکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنے نکاح کا پیغام بھجوایا جسے اپنی سعادت سمجھ کر میں نے قبول کیا اور اس طرح مجھے بہترین عوض ملا۔

غموں کا علاج وظائف اور دعاؤں سے

جس طرح یونانی حکیموں نے ہر ایک بیماری کے لئے مختلف دوائیں اور نسخے لکھے ہیں، کسی کو معجون کھلائیں گے، کسی کو شربت پلائیں گے، کسی کو خاک دیں گے۔ اسی طرح روحانی حکیموں نے روحانی بیماریوں کے لئے مختلف وظائف بتائے ہیں اور قسم قسم کی دعائیں تجویز کی ہیں۔ کسی کے لئے نماز، کسی کے لئے دُعا، کسی کے لئے درود شریف۔ آپ کو جو دعا، جو وظیفہ موافق حال اور موافق مزاج ہو وہ انتخاب کر کے پڑھیں، انشاءاللہ ضرور فائدہ ہوگا۔

جس بزرگ اور جس اولیاء کو جو وظیفہ یا جو دعا عمل میں آئی ہے، وہی اس نے بتائی ہے اور اسی کی ہی تعریف فرمائی ہے۔ مگر (آپ کو یہ بتاؤں) کہ فائدہ

اور ثواب سے کوئی بھی خالی نہیں ہے۔

غموں کا علاج حوقلہ سے

حوقلہ کی معنیٰ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھنا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ نوانوے بیماریوں کی دوا ہے۔ جن میں آسان تر "ھَمّ" یعنی "فکر" ہے۔ دوسری (بیماریاں) جو "غم" اور "ھم" سے بھی زیادہ طاقتور ہیں، وہ بھی لاحول سے رفع دفع ہوجاتی ہیں۔

شیطانی وسواس سے بچنے کے لئے، برے خیالوں سے بچنے کے لئے، بُرے کاموں سے بچنے کے لئے، مشائخوں کے ہاں معمول اور مجرب ہے۔ اکثر مریدوں کو وسواس دفع کرنے کے لئے عبادت کو طاقت دلانے کے لئے ذکر و فکر اور مراقبہ میں چستی وچالاکی کے لئے، یہ وظیفہ بتاتے ہیں۔

حضرات خواجگان نقشبندیہ کے ہاں اس کے پڑھنے کی ترتیب یہ ہے: پہلے ایک سو بار درود شریف پڑھے، پھر پانچ سو مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھے اور ہر سو کے آخر میں الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بھی کہے۔ پھر آخر میں (یعنی پانچ سو مرتبہ پڑھنے کے بعد) ایک سو بار درود شریف پڑھے اور ثواب اس کا بروحانیت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرھندی رضی اللہ عنہ کو بخشے۔ اگر یہ سارا وظیفہ نہیں پڑھ سکتا تو سات مرتبہ درود شریف اول اور آخر اور درمیان میں ایک سو بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہمیشہ پڑھتا رہے گا تو مذکورہ فوائد حاصل ہوں گے۔ سستی اور وسوسے عبادت سے دفع ہوجائیں گے۔ اطمینان قلبی اور نیک اعمال پر قوت حاصل ہوگی۔

غموں کا علاج ماثورہ دعاؤں سے

صحیح احادیث میں آیا ہے جس شخص کو کوئی غم یا فکر یا کوئی بھاری مصیبت نازل ہو تو وہ اس طرح کہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔ یہ آسان مگر عظیم القدر جلیل الشان کلمات یاد کر کے ہر وقت پڑھتے رہیں۔

(۲) دوسری دعا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بتائی ہے اور فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو کوئی غم یا درد ہو تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ. عَدْلٌ فِيَّ قَضَائُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ بَصَرِيْ وَجِلَاءَ حُزْنِيْ وَذَهَابَ هَمِّيْ.

پھر اللہ تعالیٰ ان کے غم دفع کرے گا اور ان کو دکھوں کے بجائے فرحت عطا فرمائے گا۔ دیکھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیسی نہ عظیم الشان دعا دی ہے۔ آپ لوگ بھی یہ دوا غم اور مصیبت کے وقت پڑھیں۔ انشاءاللہ غم کافور ہوجائیں گے اور فرحت حاصل ہوگی۔ اس دعا کے آخر میں کہیں: وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.

(۳) بی بی اسما بنت عمیس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غم کے وقت یہ کلمہ بتایا تھا: اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا.

(۴) دُکھی انسان کو غم کے وقت یہ دُعا پڑھنا چاہیے:

اَللّٰہُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَّاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ.

(۵) رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام غم کے وقت خود یہ دُعا پڑھتے تھے: یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ. یہ تینوں مختصر دعائیں قابل قدر اور تمام آسان ہیں۔ احادیث میں ان کی تعریف آئی ہے۔ انہیں غنیمت سمجھیں اور یاد کر کے پڑھتے رہیں۔

غموں کا علاج درود شریف سے

زحادثات زمانہ نجات گر طلبی
بر و درود بخوان بر محمد عربی ﷺ

اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَائِہَا وَجِلَاءِ الْعُیُوْنِ وَشِفَائِہَا وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

ابی بن کعب سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے اپنے محبوب مدنی حضور پر نور سرور کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور اقدس میں عرض کیا کہ حضرتا! میں اپنی ورد وظیفہ کا تیسرا حصہ آپ پر درود شریف پڑھنے میں گذارتا ہوں۔ آپ کی کیا مرضی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ان زدت فھو خیر لک" یعنی زیادہ کرو گے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی کہ آدھا حصہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اِنْ زِدْتَ فَھُوَ خَیْرٌ

لَکَ" اور بھی زیادہ کرو گے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سارا وقت آپ پر درود شریف پڑھنے پر صرف کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اِذًا یَکْفِیْ ھَمَّکَ وَیُغْفَرُ ذَنْبُکَ" (یعنی) تب تو تیرے سب غم ختم ہوجائیں گے اور تیرے گناہ معاف کردیے جائیں گے۔

کیا کم بھلائی ہے کہ ایک مرتبہ صلوٰۃ شریف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دس رحمتیں پڑھنے والے پر نازل فرماتے ہیں اور دس بار پڑھنے سے سو رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔ بھلا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بڑھکر کوئی چیز ہے کیا؟ اور (زیادہ) آپ کو کیا چاہیے۔

سب سے بہتر اور افضل صیغہ درود شریف وہ ہے جو خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے اور اپنی امت کو سنایا ہے۔ یہ وہ صیغہ ہے جو التحیات کے بعد پانچ وقت نماز میں ہم پڑھتے ہیں۔ یعنی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کما صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

چونکہ ہم پر آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم بھی واجب ہے، اس لئے آپ ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ اور حضرت ابراھیم کے نام کے ساتھ "سیدنا" کا لفظ کہنا لازم ہے۔

دوسرے اولیاء کرام عاشقانِ جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور مقبولانِ درگاہ صمدی جو اپنے عشق اور محبت سے اپنے ذوق اور شوق سے صلواتیں بنائی ہیں اور کہی ہیں وہ تو لاتعد و لاتحصی (یعنی بے حساب اور بے شمار ہیں) اس باب میں خاص کتاب بنائی ہے۔ ان کا ذکر یہاں تو نہیں کرسکتے باقی ایک صیغہ

مشہور و معروف "صلواۃ تنجینا" ہے جس کا ذکر ہم یہاں کرتے ہیں، جو حل مشکلات دفع بلیات اور قضا حاجات کے لئے بالکل مجرب ہے، سب علماء مشائخ اور بزرگان کے ہاں معمول رہا ہے وہ یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب "جذب القلوب" کے آخری باب میں بہت سے صیغے درود شریف کے فوائد اور فضیلت کے ساتھ ذکر کئے ہیں۔ صلواۃ تنجینا کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"و این درود کافل جمیع مہمات و مقاصد دنیا و آخرت است۔ و قضائے حاجات و مہمات کاتب حروف است و خواندن آں جہت نجات از آفات کشتی و دریا منقول و مجرب است۔ و اقل آں سہ صد بار است۔ آوردہ اند کہ مردے بخواندن این صیغہ ہزار بار برائے مہمی کہ داشت مامور گشت سہ صد بار خواندہ بود کہ آں مہم منقضی گشت بعد از آں وظیفہ در خواندن سی صد بار تعین یافت کذا ذکرہ بعض علماء انتہی۔"

یعنی یہ درود دنیا و آخرت کی سب مشکلات و مقاصد آسان کرنے کے لئے ضامن ہے۔ کاتب الحروف (شیخ عبدالحق محدث دہلوی) کی قضا حاجات و مشکلات آسان ہونے کے لئے اصل ہے۔ اس درود کا پڑھنا کشتی اور دریاء کی آفات سے نجات کے لئے مشائخوں کے ہاں مجرب اور منقول ہے۔ کم از کم

تین سو بار ہے۔ نقل کیا گیا ہے کہ ایک مشکل میں گرفتار انسان کو ایک ہزار بار پڑھنے کا حکم کیا گیا۔ تین سو بار پڑھنے سے ان کی مشکل کشائی ہو گئی۔ اس کے بعد یہ وظیفہ تین سو بار مقرر رہوا۔ اس طرح بعض علماء نے ذکر کیا ہے کہ ۔ الخ

دلائل خیرات پڑھنے کی ترتیب

دلائل خیرات پڑھنے کی دو ترتیبیں ہیں، ایک یہ کہ پیر کے دن سے شروع کیا جائے اور اتوار کے دن ختم کیا جائے۔ یہ ترتیب اکثر چھپے ہوئے دلائل میں لکھی ہوئی ہے اور عربستان میں معمول ہے۔ مدینہ منورہ میں اس ترتیب کی اجازت شیخ الدلائل سے مجھے ملی ہے۔ دوسری ترتیب جو ہمارے آباءواجداد کے ہاں معمول ہے اور قبلہ گاہی قدس سرہ اسی ترتیب سے اجازت دیتے تھے وہ یہ ہے کہ جمع کے دن سے شروع کیا جائے۔ پہلے اسماء الحسنی (یعنی خدا تعالیٰ کے ننانوے اسماء) پڑھے اور ہر ایک نام کے ساتھ جل جلالہ کہے۔ پھر اسماء رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے اور ہر اسم کے ساتھ سیدنا اول میں اور صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں کہے۔ مثلاً: سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر پہلا حزب "صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمْ" سے شروع کرے "حَتّٰى لَا يَكُوْنَ لَهُ عَلَىَّ سُلْطَانٌ" پر ختم کرے۔ (۲) سنیچر کے روز "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ" سے شروع کرے اور "كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى لَهٗ" پر ختم کرے۔ (۳) اتوار کے روز "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى زَوْجِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ" سے شروع کرے اور "اَظْهِرْهُمْ سُلْطَانًا" پر ختم کرے۔ (۴) پیر کے روز "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ" سے شروع کرے اور "اَللّٰهُمَّ اسْتُرْنَا بِسِتْرِكَ الْجَمِيْلِ ثَلٰثًا" پر ختم

کرے۔ (۵) منگل کے روز "اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ بِحَقِّکَ الْعَظِیْمِ" سے شروع کرے اور "لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" پر آکر ختم کریں۔ (۶) بدھ کے روز "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَعْطِہِ الْوَسِیْلَۃَ" سے شروع کریں اور "فِیْ کُلِّ یَوْمٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ" پر ختم کرے۔ (۷) جمعرات کے روز "وَاَنْ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ عَدَدَ مِنْ سَبَّحَکَ" سے شروع کرے، ساتواں اور آٹھواں دونوں حزب پڑھکر دلائل خیرات پورا کرے۔ اگر کوئی نیک بخت سارا دلائل خیرات ایک ہی نشست میں پڑھکر پورا کرتا ہے تو نور علیٰ نور ہے۔

دلائل خیرات کے تتبع پر دوسرے بزرگوں نے درود شریف کی کتابیں تیار کی ہیں، مگر شیخ محمد بن سلیمان جزولی مصنف دلائل کی خوش نصیبی تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔ ان کی کتاب و کلام تمام دنیا میں شرقاً و غرباً، جنوباً و شمالاً ایسی مشہور اور مقبول ہو گئی ہے کہ ہر روز لاکھوں کروڑوں انسان اسے پڑھتے ہیں اور تاقیامت تک ان کا ثواب مصنف علیہ الرحمۃ کے نامۂ اعمال میں داخل ہوتا رہے گا۔

فائدہ: علامہ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی نے لکھا ہے کہ دلائل خیرات میں جہاں یا محمد ﷺ ہے وہاں "یا رسول اللہ" کہنا چاہیے۔ خدا تعالیٰ جل جلالہٗ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ادب سکھایا ہے اور فرماتے ہیں کہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسروں کی طرح نام لیکر مت پکارو۔

صلواۃ الحاجۃ

کوئی بھی ضرورت یا حاجت درپیش ہو یا کسی آدمی میں کوئی ضروری کام پڑجائے، تو خدا تعالیٰ سے حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لئے یہ نماز اور دعا

پڑھے۔ پہلے اچھی طرح (یعنی آداب اور سنتوں سے) وضو کرے اور دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ خدا تعالیٰ بزرگ و برتر کی حمد وثنا کرے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تین بار پڑھے اور درود شریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑھے اور پھر کہے: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْعِصْمَةَ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ، لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ. (آمین)

صلواۃ الاستخارۃ

کوئی نئی بات یا کوئی نیا کام درپیش ہو اور آدمی حیران ہو کہ یہ کام کرنا چاہیے یا نہیں، اگر کرنا چاہیے تو کس طرح (ان کو چاہیے کہ) مسنون طریقہ سے استخارہ کرے اور دعا خیر مانگے۔ پھر پریشان نہ ہو اور الجھن میں نہ پڑے۔ جس نمونہ سے اور جس طرح اس کا خیر ہوگا وہی پیش آئے گا۔

استخارہ کی ترتیب بہت آسان ہے۔ ہر ایک شخص ہر وقت کر سکتا ہے۔ خاص کسی مولوی صاحب یا پیر صاحب سے (استخارہ) کرانے کی ضرورت نہیں۔ کسی بھی وقت یا کسی بھی دن یا رات کو (بہتر ہے کہ رات کو سوتے وقت) دو رکعت نفل اللہ تعالیٰ کے لئے پڑھیں اور پھر یہ دعا مانگیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ

وَلَآ اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ وَ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ، وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (آمین)

ایک دن یا تین دن نہایت سات دن تک یہ دعا اور نفل پڑھے۔ پھر جس طرح ان کا خیال یا دل کا ارادہ کام کرنے یا نہ کرنے کے لئے غالب ہو، وہ کام کرے یا نہ کرے اگر ہر روز کوئی آدمی یہ دُعا پڑھتا رہے تو اور بھی بہتر۔ کیونکہ انسان ہمیشہ خیر کا محتاج ہے اور اس دنیا دار الفتن والفساد میں رہنے والے کو ہمیشہ خدا تعالیٰ سے خیر کی طلب کرنی چاہیے اور شر سے پناہ مانگنی چاہئے۔ اس لئے دعاء مذکورہ میں بجاء "هٰذَا الْاَمْرَ" کے جَمِيْعَ مَا اُرِيْدُهٗ کہے تاکہ سب مطلب عام میں شامل ہو جائیں۔

فائدہ: استخارہ کی صحیح معنیٰ اور اصل مطلب اوپر ذکر کر کے آئے ہیں۔ استخارہ کی معنیٰ یہ نہیں ہے کہ غیب کی خبریں معلوم کی جائیں یا بتایا جائے کہ فلاں بیوی یا زمین مجھے ملے گی یا نہیں۔ فلاں شخص اس مقدمہ یا امتحان میں کامیاب ہوگا یا نہیں؟ ایک شخص کو وہم ہوا کہ ہماری پرانی آبائی عمارت میں خزانہ دفن ہے۔ کوئی شخص استخارہ کر کے بتائے کہ ہے کہ نہیں ہے۔ اس جگہ یعنی عمارت کو کھدوائیں یا نہیں؟ میں نے ان سے کہا پاگل ہوئے ہو، اپنا باقی ماندہ گھر مسمار مت کرواؤ، یہ تو کوئی بھی نہیں بتا سکتا۔ خوامخواہ اپنے آپ کو خوار و خراب نہ کرو۔

تسبیح نماز

آپ کو معلوم ہے کہ دنیا میں اکثر غم، مصیبتیں اور آفات اپنے بداعمال کا نتیجہ ہوتی ہیں اور گناہوں کی شامت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

ابر ناید از پئے منع زکات
وز زنا خیزد، وبا اندر جہات

یعنی زکوٰۃ نہ دینے سے بارش بند ہوجاتی ہے یعنی قحط پڑتا ہے۔ اور زنا کاری سے ملک میں وبا یعنی کالرا پھیلتی ہے۔

یہاں مجھے خیال آیا کہ ہر قسم کے گناہوں کی مغفرت کے لئے آپ کو وہ علاج بتائیں جو حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود یہ تحفہ اپنے پیارے چچا حضرت عباسؓ کو نہایت ہی محبت سے عطا فرمایا اور نہایت پیار بھرے الفاظ میں اپنے چچا سے خطاب کر کے فرمایا:

"اے عباس! اے میرے چچا! تجھے عطا نہ کروں؟ یا تجھے سوغات نہ دوں یا تجھے عنایت نہ کروں یا تجھے ایسی بات نہ بتاؤں؟ جس کے کرنے سے خدا تعالیٰ تمہارے دس قسم کے گناہ بخش دے، پچھلے اور اگلے اور نئے، خطا سے کئے ہوئے ہوں یا جان بوجھ کر صغیرہ ہوں یا کبیرہ، چھپے ہوئے ہوں یا ظاہر۔

ہم کس قدر گناہوں میں مبتلا ہیں جس کا بیان نہیں کیا جاسکتا۔ ("ہم" سے مراد خاص طبقہ معزز اور محترم مولوی صاحبان اور پیر صاحبان کا ہے جو قوم کے پیشوا اور کشتی ملت کے ناخدا ہیں)

سچ پوچھو تو ہمارے گناہ تو گناہ ہیں پر ہماری عبادتیں بھی گناہوں سے پُر ہیں۔ یہاں جو کچھ میں نے کہا ہے وہ واقعی حقیقت ہے۔ اس میں ذرا بھر بھی

مبالغہ یا کسر نفسی نہیں ہے۔ مثلاً: ہم وضو کر کے بن ٹھن کے مسجد میں جاتے ہیں اور وضو میں جو خامیاں اور قصور کرتے ہیں وہ تو بجائے خود، پر مسجد میں نماز کے وقت لوگ سوئے ہوئے دیکھتے ہیں، کچھ لوگ آپس میں گفتگو کرتے رہتے ہیں، کچھ لوگ وضو درست نہیں کرتے، کچھ لوگ ایسی جلدی جلدی نماز پڑھتے ہیں کہ نہ قومہ نہ جلسہ، نہ رکوع، نہ سجدہ صحیح کرتے ہیں۔ ہم نہ انہیں ہدایت کرتے ہیں، نہ سمجھاتے ہیں، نہ شرعی مسائل سمجھاتے ہیں۔ حالانکہ ہم پیروں اور مولویوں پر حق ہے، فرض ہے کہ عام خلق کو ہدایت کریں۔ نرمی سے نصیحت کریں، شرعی مسائل سنائیں۔ اب آپ بتائیں کہ ان کے گناہ ہماری گردنوں میں پڑے کہ نہیں؟ گئے تھے ایک ثواب حاصل کرنے، مگر بیسوں گناہوں سے دامن کو بھر کر لوٹے۔ علیٰ ھذا القیاس۔ حج کرنے جاتے ہیں، حج کے دوران عمرہ کے دوران، عرفات کے دوران، طواف کے دوران اور احرام کے دوران جو ہزارہا گناہ اور بے ادبیاں کرتے ہیں، جس کا بیان یہاں کر نہیں سکتے۔

ہمارے گناہ شریف خاندان کے قصور عام لوگوں جیسے نہیں ہیں۔ معتبر اور پڑھے لکھے لوگوں کے گناہ سخت معیوب اور نہایت ہی خراب ہوتے ہیں، ان کے صغیرہ گناہ دوسرے عام آدمی کے کبیرہ گناہ جتنے ہیں اور عذاب ان کا دگنا، سزا سخت ہے۔ دیکھیں، کلام اللہ شریف میں خاص بندوں، انبیاء کرام سے تھوڑی غلطی تھوڑی بھول اور قصور ہوا، ان پر سخت تنبیہ اور سخت عتاب اور خطاب کیا گیا اور صاف صریح الفاظ میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت کو حکم ہوا ہے: مَنْ يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَاعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ. خبردار! اگر آپ (اہل بیت میں سے) کوئی گناہ کا کام کرے گا تو اس کو دگنا عذاب دیا جائے گا۔

میدان محشر میں کسی عام شخص کو اگر جوتے پڑیں تو کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے۔ اگر کسی معزز معتبر شخص کو سرِ بازار جوتے پڑیں تو بڑی خواری اور بڑی شرمساری ہوگی۔ یہ کہتے ہوئے افسوس ہوتا ہے کہ عام اشخاص جو علانیہ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں، ڈاڑھی منڈواتے ہیں، شراب پیتے ہیں یا مثلاً مردار جانور کا گوشت کھاتے ہیں تو اپنے آپ کو برا، بدکار، گنہگار سمجھتے ہیں۔ خواص لوگ جو گناہ کرتے ہیں، تو احساس بھی نہیں کرتے اور نہ ہی پشیمان اور شرمسار ہوتے ہیں اور اس (کبیرہ گناہ) کو معمولی اور عام رواجی بات سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ گناہ ان کے وبال میں شدید اور خباثت میں بدترین ہیں۔ مثلاً کسی کی گلا غیبت کرنا، مردار گوشت کھانے سے بدتر، مسلمانوں کے درمیان شرارت پیدا کرنا خونریزی سے بھی خراب ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے کہ:

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ

فتنہ انگیزی اور شرارت کرنا خونریزی سے بھی سخت ہے۔

اور فرمایا گیا ہے کہ:

ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرهتموه

یعنی اپنے مسلمان بھائی کی گلا غیبت کرنا ایسا ہے گویا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔

اب بتائیں کہ یہ معمولی گناہ ان گناہوں سے بدترین ہیں کہ نہیں؟ مطلب یہ ہوا کہ خواص عوام الناس سے زیادہ تر محتاج استغفار کے ہیں۔ جو لوگ مصلوں پر بیٹھ کر، تسبیح ہاتھ میں لیکر، لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور مسلمان بھائیوں کا گوشت کھاتے ہیں۔ اگرچہ ماہ صیام میں روزہ سے ہی ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو بالضرور خاص طور سے وہ نیک عمل کرنے چاہیں، جن میں گناہوں کی مغفرت کی بشارت آئی ہوئی ہے۔

اوپر ذکر کی ہوئی نماز تسبیح پڑھنے کی ترتیب چار رکعت نماز نفل تسبیح ایک سلام کے ساتھ نیت کرے۔ رات ہو یا دن ہو کوئی خاص وقت اس نماز کے لئے مقرر نہیں۔ ہر وقت پڑھی جاسکتی ہے بغیر اوقات ممنوعہ کے بعض بزرگوں نے بعد زوال قبل از ظہر وقت پسند کیا ہے۔ پہلی رکعت میں فاتح کے بعد کوئی بھی سورۃ پڑھے۔ بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد "اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ" دوسری صورت میں فاتحہ کے بعد "والعصر" پڑھے۔ تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد "قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" چوتھی رکعت میں فاتحہ کے بعد "قل ھو اللہ احد" پڑھے۔ سورۃ پڑھنے کے بعد کھڑے کھڑے قیام میں پڑھے: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" پندرہ بار۔ پھر رکوع کرے اور رکوع کی تسبیح پڑھے۔ رکوع میں دس بار پڑھے۔ رکوع سے نکل کر قومہ میں دس مرتبہ پڑھے۔ پھر سجدہ میں جاکر تسبیح کے بعد دس مرتبہ پڑھے۔ سجدہ سے سر اوپر کر کے جلسہ میں دس مرتبہ پڑھے۔ دوسرا سجدہ کرے، اس میں بھی دس مرتبہ پڑھے۔ پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوجائے۔ باقی تین رکعت بھی اسی طرح تسبیح کے ساتھ پڑھکر ختم کرے۔ ہر ایک رکعت میں پچھتر تسبیح ہوں گی اور اس طرح چار رکعت میں کل تسبیح ہوں گی تین سو۔

دوسری ترتیب: یہ ترتیب عبداللہ بن المبارک سے مروی ہے اور مذہب حنفیہ سے موافق تر ہے۔ ہر رکعت کے قیام میں فاتحہ سے پہلے پندرہ بار تسبیح پڑھے اور قیام میں ہی سورۃ کے بعد دس بار تسبیح پڑھے۔ اس صورت میں سے بھی ہر رکعت میں ۷۵ پچھتر بار تسبیح ہوگی اور رکعت کے آخر میں دوسرے سجدہ سے سر اوپر اٹھاتے ہی سیدھا قیام میں جائے۔ قیام میں فاتحہ سے پہلے ۱۵ پندرہ بار اور سورۃ کے بعد دس بار پڑھے۔ ہر ایک دس تسبیح کے

آخر میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بھی پڑھے تو بہتر ہوگا۔

آدھے گھنٹے کے اندر یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اس میں کوئی دیر یا تکلیف نہیں ہے۔ ہوسکے تو ہر روز پڑھے ورنہ ہر جمعہ کو پڑھے۔ اگر نہیں تو ہر مہینے میں پڑھے۔ اگر نہیں تو سال میں ایک مرتبہ پڑھے۔ اگر یہ بھی نہیں کرتا تو عمر میں کم از کم ایک مرتبہ تو ضرور پڑھے۔ یہ سعادت حاصل کرے اور بشارت ''مغفرت ذنوب'' میں داخل ہوجائے۔

(۲) حدیث شریف میں نقل ہے کہ ایک شخص (فریادی) حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضور اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ "ہائے ہائے'' مجھے گناہوں نے گھیر لیا ہے۔ پھر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو فرمایا کہو: "اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ" انہوں نے ایسا کہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوبارہ پڑھو پھر تیسری بار پڑھایا۔ ان کو یہ دعا پڑھا کر فرمایا: ''اب جاؤ! تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہ معاف فرمادیئے۔

(۳) حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص فرض نماز کے بعد تینتیس مرتبہ "سبحان اللّٰه" پڑھے گا، تینتیس مرتبہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" پڑھے گا، اور تینتیس مرتبہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" اور پورا کرے گا سو کے ساتھ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" تو اُن کی خطائیں بخشی جائیں گی، اگرچہ سمندر کی جھاگ سے بھی زیادہ کیوں نہ ہو۔

چاہیے کہ اول آیت الکرسی پڑھے، پھر یہ تسبیحات پڑھے، کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی

پڑھے گا، انھیں جنت میں جانے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی، مگر موت۔

غموں کا علاج استغفار سے

درمندانِ گنہ را روز شب
شربتے بہتر ز استغفار نیست
آرزو مندانِ وصلِ یار را
جادۂ غیر از نالہ ہائے زار نیست

یعنی گنہگاروں کے لئے رات دن استغفار کے شربت سے زیادہ کوئی چیز نہیں۔ یار کی وصل کے خواہشمندوں کو عاجزی اور آہ وزاری کے سوا کوائی راستہ نہیں ہے۔

روایت ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک شخص آیا۔ کہا کہ میں تنگ دست اور سخت غریب ہوگیا ہوں۔ مجھے کوئی وظیفہ بتائیں۔ کہا جا کے استغفار پڑھو۔ پھر دوسرے آئے، انہوں نے کہا مجھے اولاد نہیں ہوتی۔ اولاد کے لئے بہت ترس رہا ہوں۔ فرمایا جا کے استغفار پڑھو۔ پھر تیسرا شخص آیا۔ کہا حضرت ہمارے ملک میں بہت قحط ہے، بارش نہیں ہورہی۔ فرمایا جا کر استغفار کریں، تاکہ بارش ہو اور خوشحالی ہو۔ ایک شخص جو وہاں موجود تھا، اس نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت یہ کیا وجہ ہے کہ آپ نے مختلف لوگوں کو مختلف مقاصد کے لئے استغفار بتایا ہے؟ فرمایا تجھے نہیں معلوم خدا تعالیٰ نے خود استغفار کے یہ فوائد بیان فرمائے ہیں:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ

لَكُمْ اَنْهَارًا ۝

اس لئے استغفار کرنے کے دو تین مبارک اور ماثور صیغے یہاں پر ذکر کر رہے ہیں:

(۱) اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ رَبِّىْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ. یہ خوبصورت آسان اور مختصر صیغہ استغفار کا ہے، جو ہر وقت ہر حال میں پڑھا جاسکتا ہے۔ اگر ورد وظیفہ میں کثرت سے سیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں پڑھنا ہو تو بھی آسانی سے پڑھا جاسکتا ہے۔

(۲) اَسْتَغْفِرُاللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ حدیث شریف میں آیا ہے جو یہ استغفار تین بار اور دوسری روایت میں ہے پانچ مرتبہ پڑھے گا، اس کے گناہ معاف کئے جائیں گے۔ خواہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے کیوں نہ ہو۔

(۳) اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ. اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُلَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَىَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْلِىْ. فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ.

اس (دعا) کا نام "سید الاستغفار" ہے یعنی سب صیغوں میں زیادہ بہتر ہے۔ جو شخص صبح اور شام یہ استغفار صدق دل سے پڑھے گا پھر اس دن یا رات جب وفات پائے گا تو ان کو شہید کا اجر ملے گا۔

فائدہ: استغفار کی اصل معنیٰ ہے معافی مانگنا یا توبہ کرنا۔ بخشش کی طلب کرنا، گناہوں سے باز آنا۔ جیساکہ شکر نہ فقط زبان سے ہوتا ہے پر عمل سے بھی ہوتا ہے۔ اس طرح استغفار بھی دو قسم کی ہے یعنی زبان سے اور عمل سے۔

اصل مقصود اور معتبر عمل ہے۔ فقط زبان سے استغفر اللہ استغفر اللہ پڑھنا، کہنا اور عمل وہی کرنا۔ ایک قسم کا جھوٹ اور منافقی ہے، یہ بجائے خود مستقل گناہ ہے۔ قصور ہے اور ناقابل رحم معافی ہے۔ اس لئے کامل بزرگوں نے فرمایا ہے کہ: "اِسْتِغْفَارُنَا يَحْتَاجُ اِلٰى اِسْتِغْفَارٍ كَثِيْرٍ." چونکہ قول کا اثر قلب پر ہوتا ہے، اس لئے قول میں بھی قصور نہ کریں۔ اعتراف قصور کے ساتھ، غایت ندامت کے ساتھ استغفار پڑھتے رہیں اور معافی مانگتے رہیں۔ ہوسکتا ہے کہ اس سے نیک نتیجہ ظاہر ہو۔

گفت پیغمبر اگر کوبی درے

عاقبت زاں در بروں، آید سرے (مثنوی)

یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر دروازہ کھٹکاتا رہے گا تو کوئی نہ کوئی سر آخر تو باہر نکلے گا یعنی کوئی نہ کوئی تو سن ہی لے گا۔ اسی طرح رب العزت بھی آپ کی آواز سن ہی لے گا۔

غموں کا علاج صحت اور تندرستی سے

قدر صحت مریض سے پوچھو

تندرستی ہزار نعمت ہے

سچ پوچھئے تو مجھے اس مضمون پر کچھ لکھنے کا خیال تھا۔ کیونکہ مضمون طب جسمانی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس باب میں کئی کتاب سندھی اور اردو میں شایع ہوچکی ہیں۔ یہاں "شیخ مانده" (۱) میں میرے پاس نہ کتابیں ہیں اور نہ

---

(۱) کوئٹہ، بلوچستان میں ایک قصبہ کا نام ہے۔ حضرت مصنف قدس سرہٗ موسم گرما میں وہاں قیام فرماتے تھے (مترجم)

ہی اتنی فرصت ہے۔ پھر دیکھا کہ ایسی بڑی نعمت اور ضروری بات ہے جس پر تمام خوشیوں اور راحتوں کا دارومدار ہے، آنکھیں بند کر کے کنارہ کشی کرنا مناسب نہیں ہے جو حال ہے وہ پیاروں کے سامنے پیش کرنا چاہئے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ: "نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ" بڑی نعمتیں جن کی قدر و قیمت لوگوں کو نہیں۔ ایک صحت یعنی تندرستی دوسری فراغ یعنی فرصت کا وقت۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ

بیشک تندرستی وہ عظیم الشان نعمت ہے جس پر سب نعمتوں اور دین و دنیا کی راحتوں کا دارومدار ہے۔ آپ کے پاس لاکھوں روپیہ ہوگا، مال و دولت بیشمار ہوگی، باغ و بنگلے ہوں گے، بال بچے ہوں گے، کھانے پینے، میوہ مٹھائی ہوگی، لیکن اگر آپ اپنی جان سے بیزار ہوں گے، طبیعت میں بیمار اور درد میں گرفتار ہوں گے تو آپ کے لئے یہ سب نعمتیں زہر ہیں، دھول ہیں، آپ سب خوشیوں سے شادمانیوں سے اور راحتوں سے محروم ہوں گے۔ ہمیشہ مھموم اور مغموم رہنے لگیں گے۔ آپ کو اپنے اہل و عیال سے الفت نہ مال و دولت سے راحت، نہ کھانے پینے سے لذت ملے گی۔

دوسری (نعمت) ہے فراغ یعنی فرصت۔ آپ کی عمر عزیز کی ایک ساعت ایک گھڑی وہ بے بہا نعمت ہے جو آپ لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کریں تو بھی آپ کی عمر کا گذشتہ وقت واپس نہیں آنے گا۔ کسی ولایت سے بھی گذشتہ گھڑی واپس نہیں آسکتی۔ نہ کسی ولایت سے، نہ بازار سے زندگی کا ایک گھنٹہ خریدا جاسکتا ہے، نہ ہی کوئی دوست آشنا آپ کو اُدھار دے سکتا ہے۔ اب تو آپ اس کا قدر پہچانے۔ ایسی بے بہا، بے بدل چیز بیکار بے فائدہ اپنے ہاتھوں سے ضایع نہ کریں۔ ایک دن، ایگ گھنٹہ اور ایک منٹ بھی

اپنا بیکار نہ گذاریں۔ دین یا دنیا کے کام میں لگے رہیں۔ سست بنکر سارا دن گھر میں بیٹھ کر نہ گنوائیں۔ دنیا کے کام جو کسب حلال رزق، عیال کے لئے آپ کرتے ہیں وہ دنیا کے نہیں ہیں بلکہ آپ کے دین کے ہیں، آپ کے یہ کام آپ کی آخرت میں محسوب ہیں، آپ کے نیک نامۂ اعمال میں لکھے ہوئے ہیں۔ بلکہ سارا دن مسجدوں میں بیٹھ کر وظیفہ پڑھنے سے بہتر ہے کہ آپ محنت کریں، مشقت کریں، حلال کی روزی کمائیں۔ یہ ہی آپ کی عبادت ہے۔ یہ حقیقت ہے اور یہ ولایت ہے۔

در توکل از سبب غافل مشو

رمز الکاسب حبیب اللہ شنو

یعنی توکل کے سبب (کوشش کرنے) سے غافل نہ ہو، کام کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے، اس رمز سے واقف رہو۔

طب کی تعریف اور معنیٰ

حِفْظُ الصِّحَّةِ الْحَاصِلَةِ وَاسْتِرْدَادُ الزَّائِلَةِ.

یعنی اپنی موجودہ صحت کی حفاظت کرنا اور ضایع کی ہوئی صحت کو لوٹانا۔

بس ان دو مطالب پر ہزارہا کتابیں بن چکی ہیں اور ہزارہا دفاتر لکھے جا چکے ہیں۔ اس بات پر سب کے سب حکما اور ڈاکٹر صاحبان کا اتفاق ہے کہ موجودہ صحت کو قائم رکھنا علاج کرانے سے زیادہ ضروری اور اہم کام ہے اور آپ کے بس میں اور قبضے میں ہے۔ برخلاف اس کے اس کھوئی ہوئی صحت کو لوٹانا بہت مشکل امر ہے۔ آپ کی صحت بیش بہا دولت اور قیمتی خزانہ ہے۔ آپ خود اپنے خزانہ کی حفاظت اور نگہبانی کریں گے تو چور ڈاکو سے محفوظ رہیں گے اور اگر لاپرواہی اور بیپرواہی کریں گے اور کہیں گے کہ فکر نہیں، اگر مال چوری ہوا

تو ہم پولیس میں رپورٹ درج کرائیں گے، فلاں افسر اور فلاں صوبیدار ہمارا دوست ہے، وہ کوشش کر کے ہمارا (چوری کیا ہوا) مال واپس کروا دے گا۔ یہ خیال آپ کا غلط اور زعم باطل ہے۔ اسی طرح آپ یہ خیال کریں کہ فلاں حکیم یا ڈاکٹر بہت ہوشیار ہے، ہمارا مہربان دوست ہے۔ ہمیں اکسیر الاثر دوائیں دے گا اور ہم ٹھیک ٹھاک ہوجائیں گے۔ تو یہ خوش فہمی آپ کی غلط اور گمان آپ کا باطل ہے۔ آپ پر لازم ہے کہ اپنی صحت کی خود حفاظت کریں: اپنے آپ کے دشمن نہ بنیں، دوسروں پر بیجا بھروسہ نہ رکھیں اور نہ ہی خوامخواہ فضول خرچ کریں اور ڈاکٹروں اور حکیموں کے محتاج نہ بنیں: حفظ صحت کے لئے جو اصول حکیموں نے مقرر کئے ہیں ان میں سے کچھ آپ کو یہاں بتا دیتے ہیں۔ سب سے بڑا کام اور صحت کے لئے اصل الاصول ہے کھانا پینا، باقاعدہ رکھنا اور حد اعتدال پر قائم رکھنا۔

زیادہ کھانے سے نقصان

سب بیماریوں کی بنیاد ہے کھانے پینے میں بے اعتدالی کرنا۔ اکثر لوگ جو مرتے ہیں، اپنی پیٹ کی وجہ سے مرتے ہیں۔ حکما کا کہنا ہے کہ کوئی شخص شہر خموشاں یعنی قبرستان جا کر مردوں سے پوچھے کہ آپ اتنے سارے لوگ جوان اور بوڑھے، عورتیں اور مرد، بال بچے قبل از وقت مر گئے ہو، اس کا سبب کیا ہے؟ سب لوگ اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھیں گے اور کہیں گے اس یعنی اپنے پیٹ نے ہمیں مارا ہے۔ نہ فقط حکماء کے ہاں، بلکہ شریعت میں اور طریقت میں بھی زیادہ کھانا مذموم اور ممنوع ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ: "مَا مَلَأَ ابْنُ آدَمَ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنِهٖ" یعنی نہیں بھرتا انسان کوئی بھی برتن، بدترین اپنے پیٹ سے۔

شیخ سعدی نے فرمایا ہے:

اندرون از طعام خالی دار - تا درآن نور معرفت بینی

تہی از حکمتے بعلت آن - کہ پری از طعام تابینی

یعنی اپنے اندر کو طعام سے خالی رکھ، تاکہ تجھے معرفت کا نور نظر آئے۔ (تو) حکمت سے خالی اس لئے ہو جو ناک تک (تیرا) پیٹ طعام سے بھرا ہوا ہے۔

اکثر زمینداروں اور دولتمندوں کا حال دیکھیں گے تو بد ہاضمہ کا ہار گلے میں ہوگا۔ میٹھے پیشاب کی نالی بہتی رہے گی، کھانسی اور دمکشی کا سرندہ سینہ میں بجتا رہے گا۔ چہرہ مردہ انسان جیسا، بدن پھپھڑا اور پیٹ بڑھا ہوا، دسویں مہینے جتنا، یہ سب کیوں؟ اس کا سبب ظاہر ہے کوفتے اور کباب کھائیں گے، مرغن اور مکلف طعام استعمال کریں گے۔ پھر غضب کے اوپر غضب یہ کہ دو تین گلاس برف کا ٹھنڈا پانی یا دو تین بوتلیں رنگین کھانے کے اوپر پیئیں گے۔ معدہ کا خانہ خراب ہوجائے گا اور آگے چلکر لطیف غذا، ہلکا کھانا بھی ہضم نہیں کرسکے گا۔

نقل ہے کہ خلیفہ مامون عباسی کی دربار میں چار ملکوں کے بڑے حکیم جمع ہوئے۔ ۱- عرب کا ۲- چین کا ۳- یونان کا ۴- ہندوستان کا۔ بادشاہ نے انھیں حکم کیا کہ بتائے صحت اور درازِ عمر کے لئے کوئی علاج، کوئی عمل یا کوئی دوا ڈھونڈ نکالیں۔ کسی نے کوئی دوا بتائی، کسی نے کوئی نسخہ تجویز کیا۔ مگر کسی ایک بات پر اتفاق نہ ہوا۔ آخر سب کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ قرآن حکیم "کلوا واشربوا ولا تسرفوا" جیسا کوئی نسخہ یا دوا نہیں ہے۔ اس پر عمل کرنے سے انسان ہمیشہ تندرست رہے گا اور طبعی عمر پر پہنچ سکے گا۔

جاننا چاہیے کہ اسراف دو قسم پر (محیط) ہے۔ اسراف کیفیت میں یعنی

مکلف، مرغن اور مختلف طعام ایک دستر خواں پر کھانا ۲- اسراف کمیت میں یعنی کوئی بھی طعام اندازے سے زیادہ کھانا۔ یہ دونوں چیزیں ممانعت میں داخل ہیں اور افعال کا مفعول حذف کرنے میں تعمیم ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ ہر حلال چیز کھائیں، پیئیں، کوئی بھی (حلال) چیز اپنے اوپر حرام نہ کریں۔ صحت اور تندرستی (کی حالت) میں خواہ مخواہ سخت پرہیز نہ کریں، جیساکہ بعض لوگ دال روٹی، دنبے کا گوشت یا بڑا گوشت یا مچھلی پلاؤ عمر بھر نہیں کھاتے۔ جس میوہ اور سبزی کی موسم ہو وہ بیشک کھائیں پیئیں، اس میں تندرستی اور تومندی کا راز مضمر ہے۔ پرہیز خاص بیماریوں کے لئے ہے نہ صحت مندوں کے لئے۔ صحت مندوں کے لئے پرہیز ایسی ہے جیسے بیماروں کے لئے پرہیز نہ کرنا۔ لمبی بیماریوں میں ضعیف مریضوں کو پرہیز نہیں کرانی چاہیے۔ بلکہ اگر کسی طعام کھانے کو اس کی طبیعت رغبت کرے یا وہ (طعام) اس کے مرض کے موافق نہ ہو تو بھی اجازت دینی چاہیے۔ کیونکہ اس کے کھانے سے اس کے بدن میں طاقت آئے گی اور دفع مرض پر قادر ہوگی۔ ایسے بہت سے تجربے دیکھے گئے ہیں۔

(یہاں پر) میں اپنی بات سنا رہا ہوں۔ ایک سال مجھے معدہ کا بخار ہوگیا (ٹائیفائیڈ) اس کے ساتھ سخت کھانسی بھی تھی۔ جاڑے کا موسم تھا، دو تین ہفتے گذر گئے، میرا ضعف بڑھ گیا اور مرنے کی باتیں ہونے لگیں۔ ایک دن میری بہن آئیں اور پوچھا کہ بھائی آپ کیا کھائیں گے۔ میں نے کہا اور تو کوئی بھی چیز اچھی نہیں لگتی، لسی اور چاول اگر ہو تو کھلاؤ۔ فوراً چھپا کر رات کا پڑا ہوا چاول اور لسی کا پیالہ میرے پاس لے آئی۔ میں نے چاول لسی میں ملا ملا کر سیر ہو کر کھایا اور لسی پی کر رضائی اوڑھ کر سو گیا۔ جب دوسروں کو معلوم ہوا تو میری محترمہ بہن پر سخت ناراض ہوئے کہ تو بھائی کی دشمن ہے، رات کا رکھا ہوا

چاول اور لسی کھلائی ہے۔ مجھے اچھا خاصا آرام آیا۔ پسینہ جو اتنے دنوں سے نہیں آرہا تھا، خوب آیا، پسینے سے کپڑے تربتر ہو گئے۔ اسی دن میرا بخار بھی چلا گیا اور کھانسی بھی کافور ہو گئی۔

مجھے جاڑے خواہ گرمیوں میں لسی اور دہی کھانے کی عادت ہے، حکیموں کا کہنا ہے کہ بیمار کو جب استعمال ہو پھر جو غذا اس کی مالوف اور مرغوب ہو، وہ اس کو دو، اور اس سے ان کو روکنا نہ چاہئے۔ کیونکہ طبیب خادم طبیعت کا ہے نہ حاکم طبیعت کا۔ ان پر ہمیشہ طبیعت کی تائید اور موافقت کرنا فرض ہے نہ مخالفت کرنا۔ طبیعت ہی ہے جو بیماری کو ہانک کر نکال لیتی ہے نہ کہ طبیب۔ طبیعت ہی ہے جو اپنے احوال کو خوب اچھی طرح جانتی ہے، طبیب (حکیم) اور دوائیں مثال ہے سپاہی اور ہتھیاروں کے جو فقط اس کے حامی اور مددگار ہیں۔

معدہ کی حفاظت

ہمارے جسمانی مملکت کا نظام اعلیٰ معدہ ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ حکماء نے معدہ کو اعضاء رئیسہ میں کیوں نہیں گنا ہے۔ حالانکہ سب اعضاء اور اعضاء رئیسہ کا دارومدار معدہ کی صحت و سلامتی پر ہے۔ سب اعضاء کو پانی یہاں سے ملتا ہے۔ اگر معدہ ٹھیک ہے تو سب اعضاء ٹھیک ہیں، معدہ خراب ہے تو سب اعضا خراب ہیں۔

فائدہ: پیٹ کے اندر اعضاء کی جگہیں یہ ہیں۔ جاننا چاہیے کہ پرندوں میں "پوٹا" حیوانوں میں "اوجھڑی" انسانوں میں معدہ طعام پکانے کی ہنڈیاں ہیں۔ گلے سے نیچے "فم معدہ" یعنی ہنڈیا کا گلا ہے۔ ناف پر "قعر معدہ" یعنی ہنڈیا کا تلا ہے۔ اس کے نیچے، سانپوں کی طرح ۳۲ بتیس فٹ لمبے بل کھاتے ہوئے مقعد تک آنتے ہیں۔ دائیں طرف پسلیوں سے ڈھکا ہوا "جگر" ہے۔

بائیں طرف پسلیوں کے اندر چھپا ہوا طحال یعنی "تلی" ہے۔ بعض بیماریوں کی وجہ سے یہ اعضاء سوج جاتے ہیں اور پسلیوں سے نکل کر باہر کو آجاتے ہیں اور ان کا حجم محسوس ہونے لگتا ہے۔ اوپر کو سینہ میں یعنی چھاتی کے اندر، پسلیوں کے نیچے متصل پھیپھڑے ہیں جو پرندہ کی پروں کی طرح تحروطی صورت میں دو حصے ہو کر دائیں اور بائیں طرف سے نیچے آنتوں تک اتر آئے ہیں۔ "دل" کی جگہ بائیں بستان کے دو انگلی نیچے ہے۔ جو ہمیشہ ہلتی رہتی ہے۔ آم کی طرح موٹا حصہ اوپر کو لٹکا ہوا اور باریک حصہ نیچے کو لٹکا ہوا ہے۔ "گردہ" یعنی Kidnsy کو کہیں دائیں اور بائیں طرف کمر پر جہاں پسلیاں ختم ہوتی ہیں، کمر کی طرف پیچھے کی طرف ہیں۔ "مثانہ" یعنی پیشاب کی تھیلی، سامنے مثانہ میں ہے۔ جب پیشاب سے بھر جاتی ہے تب پیشاب کرنے کا خیال ہوتا ہے۔ "رحم" یہ عضوہ عورتوں میں ہوتا ہے۔ یعنی بچہ کے پیدائش کی تھیلی مثانہ سے نیچے آنتوں کے اوپر بیچ میں ہے۔ ویسے تو چھوٹا تین چار انچ ہے، مگر حمل کی حالت میں بڑھتا بڑھتا ناف تک جا پہنچتا ہے۔ سارا پیٹ بھر لیتا ہے، جس میں بچہ کا سر اوپر اور پاؤں نیچے ہوتے ہیں۔ چہرہ ماں کی پیٹھ کی طرف اور پیٹھ ماں کی چہرہ کی طرف سکڑ کر بیٹھا ہوا ہوتا ہے۔ پیدائش کے وقت نکلنے کے لئے ہلنے لگتا ہے۔ پہلے سر نکالتا ہے بعد میں اس دنیا دار الفنا میں قدم رکھتا ہے۔ رونے سے زندگی کی ابتدا کرتا ہے اور اسی رونے سے زندگی ختم کرتا ہے۔ ذَالِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ.

معدہ کی اصلاح کے لئے آسان سیدھا سادھا راستہ آپ کو بتا رہا ہوں، ان پر عمل کرنے سے آپ کا معدہ صحیح سالم رہے گا اور دواؤں کے خسارہ سے آزاد رہیں گے۔

میرا نیک مشورہ ہے کہ معدہ کا علاج آپ اپنا خود کریں۔ حکیموں اور

ڈاکٹروں کے پاس مت جائیں، فقط نیچے دی ہوئی ہدایات پر چلیں آپ کو دواؤں کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

(۱) اول تو جب آپ کو سچی بھوک لگے، سچی اشتہا پیدا ہو، پھر طعام تناول فرمائیں۔ سچی بھوک کی نشانی یہ ہے کہ روکھی روٹی کھانے کے لئے آپ کو رغبت اور خواہش پیدا ہو اور شوق سے روکھی روٹی کھا جائیں، کیونکہ حلوہ سے یا سالن کے ساتھ، بھوک نہ ہوتے ہوئے بھی منہ کی لذت کی خاطر پوری روٹی کھا جائیں گے۔

(۲) دوسرے یہ کہ آپ کو ابھی دو تین نوالے کھانے کی خواہش ہو، ہاتھ روک لیں۔ یہ دو تین نوالوں کی اشتہا جو آپ کو باقی ہے، فوراً چار پانچ منٹوں میں ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ معدہ میں طعام پہنچنے کے بعد کھانا پھولتا اُبھرتا ہے، جیسے دیگچی میں دودھ ڈالکر اُبالا جائے۔ اگر معدہ روٹی سے بھرا ہوا ہوگا تو پانی کو جگہ کہاں ملے گی اور سانس لینے کے لئے جگہ کہاں سے آئے گی۔ ضرور بدہاضمہ ہوگا۔ پیٹ پھول جائے گا، قے، اُلٹی، دست یا دوسری بیماری ہوگی۔

(۳) ایک وقت پر ایک دسترخواں پر مختلف طعام نہ کھائیں۔ مرغی بھی کھائیں، بیضہ بھی کھائیں، مچھلی پلا بھی کھائیں دودھ بھی پیئیں، پھر معدہ کا خانہ خراب نہ ہوگا تو کیا ہوگا۔ بعض اشیا ایسی ہیں جو آپس میں ملکر زہر بن جاتی ہیں۔ مثلاً دودھ کتنی اچھی چیز ہے، مگر مچھلی پلے کے ساتھ، مرغی بیضہ کے ساتھ، تربوزہ اور خربوزہ کے ساتھ استعمال کریں گے تو بہت ہی خراب ہے، جس سے خوفناک بیماریوں کا پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ ممکن ہے کہ قولنج پیدا کرے اور فوراً مار ڈالے۔ اسی طرح مولی دھی کے ساتھ، دودھ پیاز کے ساتھ یا اچار کے ساتھ، لسی کے بعد انگور کھانا، رائتہ کے بعد انار استعمال کرنا منع ہے۔

(۴) روٹی کھانے کے بعد خصوصاً مرغن غذا کھانے کے بعد پانی یا

برف کا پانی پینا ہاضمہ کو خراب کرنے والا ہے۔ کیونکہ معدہ میں طعام حرارت سے پکتا ہے، پیٹ کی گرمی سے ہضم ہوتا ہے، جس طرح دیگچی میں طعام پکایا جائے، دیگچی کے نیچے چولہے میں آگ نہیں ہوگی تو طعام کس طرح پکے گا۔ سارا دن گذر جائے گا تو بھی ویسے کا ویسا کچا رکھا ہوا ہوگا۔ ہاں گرم چائے ایک دو پیالی ہاضمے کو مدد دینے والی اور جوشی پیاس کو دفع کرنے والی ہے۔

آنکھوں کی حفاظت

آپ کے چہرہ کا سارا حسن و جمال ایک طرف، آنکھوں کی دلربائی و خوش نمائی دوسری طرف۔ پھر تمام عالم کے حسن و جمال کا نظارہ اور محبوبوں کی خوبصورت کا آب و تاب اور خدوخال یہ سب آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے۔ ہندوستانی کہاوت ہے:

دانت نہیں تو جان نہیں، آنکھ نہیں تو جہاں نہیں

مجھے یاد ہے زلزلہ سے پہلے ایک شام خان بہادر مرحوم در محمد کا بنگلہ گھومنے کے لئے کوئٹہ گیا۔ (اس کی بہت تعریف سنی تھی) خان بہادر مرحوم خود تو نہیں تھے، مگر ان کے نوکر نے ہمیں بنگلہ گھمایا۔ اس میں رواج کے مطابق اندر ہر قسم کا فرنیچر، الماریاں، کرسیاں، صحن میں کنواں، رنگارنگ پھولوں کے گملے، قرینہ کے ساتھ رکھے ہوئے تھے۔ گھوم پھر کر ایک پلنگ پر جا بیٹھا۔ پلنگ کے سامنے ایک بڑی گول میز رکھی ہوئی تھی اور میز پر اعلیٰ قسم کی شکار کے لئے بندوقیں اور سامنے قد آدم بڑا آئینہ لگا ہوا تھا۔ جس میں پلنگ پر بیٹھا ہوا سارے کا سارا شخص میز اور بندوق سمیت نظر آرہا تھا۔ مجھے بہت تعجب ہوا (چونکہ خان صاحب مرحوم خود معذور یعنی آنکھوں سے نابین تھے) اور (دل میں) کہا کہ آنکھیں نہیں ہیں تو یہ سارا ساز وسامان، یہ بنگلہ، باغیچہ، یہ

رنگارنگ پھول پھلواری، یہ شکاری بندوقیں، یہ بڑے بڑے آئینے سب کے سب ہیچ در ہیچ ہیں۔ جس کو آنکھیں نہیں وہ بھلا آئینہ میں کیا دیکھے گا اور بندوقوں سے کونسا شکار کرے گا؟ اگر آنکھیں قیمت سے ملتیں تو خانبہادر لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بھی خرید تے۔ ہمیں پروردگارِ عالم کا شکر ادا کرنا چاہیے، جس نے ایسی بے بہا نعمتیں ہمیں منت دی ہیں۔ بعض بھیک مانگنے والے فقیر بھیک مانگتے وقت کہتے ہیں حضور ہم غریب مفلس کنگال ہیں۔ ہمارے ہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ پائی پیسہ ہے نہ کپڑا لتا، تب تو سوال کر رہے ہیں۔ ہم انہیں کہتے ہیں کہ فقیر صاحب! آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہاتھ پاؤں دئے ہیں، آنکھیں دی ہیں، آپ کی ایک ایک آنکھ لاکھوں روپیہ کی ہے، آپ کو انسانی عظمت میں میر غلام علی خان سے کم نہیں بنایا ہے۔ بلکہ ہاتھ پاؤں کے لحاظ سے ان سے بھی زیادہ مضبوط ہیں۔ آپ شکر کریں، ہاتھ پاؤں ہلا کر کما کر کھائیں۔ سوال کر کے اپنے آپ کو کیوں ذلیل بنا رہے ہو۔ لاچار بادل ناخواستہ کہیں گے، ہاں! آپ صحیح فرماتے ہیں شکر کرنا چاہیے۔ زبان سے شین کاف ر کہیں گے مگر دل میں ناراض اور ان کے عمل کفران نعمت ہوں گے۔

فائدہ: یہاں پر شکر کی بات نکل آئی۔ تو شکر کرنے کی صحیح معنیٰ سنانا اور غلط فہمی دور کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جاننا چاہیے کہ فقط زبان سے شکر شکر کا لفظ دہرانے سے شکر ادائی نہیں ہے۔ شکر دل سے، زبان سے اور عمل سے کرنا چاہیے۔ دیکھیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا ؕ یعنی عمل کریں اے اولاد داؤد! شکر کے اور ایسا نہیں فرمایا گیا ہے کہ: قولوا آل داؤد شکرا۔ یعنی کہو اے اولاد داؤد کے زبان سے شکر۔

شکر کی صحیح معنیٰ اور تعریف جو علماء نے کی ہے، صَرْفُ الْعَبْدِ جَمِیْعَ مَا اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ فِیْ مَا خَلَقَ لِاَجْلِہٖ یعنی جو نعمتیں اللہ

تعالیٰ نے بندہ کو عطا کی ہیں اور وہ جس کام، جس فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہیں، انہیں اس کے لئے استعمال کرے۔ مثلاً کسی کو علم کی نعمت عطا کی گئی ہے، تو ان کا شکر ہے، علم پڑھنا، پڑھانا، وعظ، تحریر و تقریر کرنا اور تبلیغ کرنا۔ کسی کو طب اور حکمت کا فن ہے، تو لوگوں کو دوائیاں دے، علاج معالجہ کرے، نسخے دے، خلق کو فائدہ پہنچائے، کسی کو حکومت اور عمارت سے سرفراز کیا گیا ہے تو وہ عدل کرے، انصاف کرے۔ غریبوں کی فریاد سنے، مظلوموں کی داد رسی کرے، ظالموں کی سخت گوشمالی کرے اور بیخ کنی کرے۔ کسی کے پاس مال دولت ہے تو کھانا کھلائے، محتاج، مسکینوں اور فقیروں کو زکوٰۃ دے، خیرو خیرات کرے، قومی اور ملی کاموں میں صرف کرے، تو انھوں نے عمل سے شکر ادائی کی۔ نعمت زیادتی اور روز افزوں ترقی کرے گی۔ تب جا کر وہ لَئِن شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ کے مصداق ہوں گے۔ برخلاف اس کے اگر عالم نہ پڑھے گا نہ پڑھائے گا، حکیم نہ دوا دے گا نہ علاج معالجہ کرے گا، حکام اور امیر نہ عدل انصاف کرے گا نہ غریبوں کی دادرسی کرے گا، رئیس اور دولتمند نہ خود کھائے گا نہ پیئے گا اور نہ دوسروں کو دے گا تو یقین جانیں کہ وہ نعمتیں زائل اور برباد ہوجائیں گیں۔ یہ کفران نعمت کا ہے جو موجب زوال نعمت کا ہے۔

یہ دو چار باتیں مثال کے طور پر ہم نے آپ کو بتائیں۔ آپ ہزارہا ایسے مثال شکر کرنے کے اپنے فکر اور خیال سے پیدا کریں اور ان پر عمل کریں تو آپ کو دنیا میں بھی ترقی حاصل ہو اور آخرت میں بھی اعلیٰ مقام شاکروں کا آپ کو نصیب ہو۔

بعض عقلمندوں نے ناشکری کے دو غلط طریقے اختیار کئے ہیں، جو نعمتیں اور فضیلتیں اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہیں ان کا خواہ مخواہ اظہار نہیں کرتے، بلکہ انکار کرتے ہیں۔ یہ عین ناشکری ہے نہ کہ شکر گذاری۔ حدیث

شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے جو بندہ (اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی) نعمتوں کا اثر خود پر ظاہر کرتا ہے۔

حالانکہ اس میں دو نقصان ہیں، ایک ناشکری دوسری طرف ریاء اور خود نمائی یعنی لوگوں کو اپنی بزرگی اور کسر نفسی دکھانا، یہ خود ریاء ہے۔ ریاء کے معنیٰ ہے نفس کو خوش کرنا، دنیا کے نام و نمود کے لئے بغیر غرض شرعی کے خود کو ظاہر کرنا، جس سے غرور اور فوقیت پیدا ہو، لیکن اگر ان میں سے دینی فوائد، اس کی ذات کے لئے یا دوسروں کے لئے ملحوظ ہو تو وہ ریاء نہیں ہے۔ چنانچہ اپنا علم اور فضیلت ظاہر کرنا تاکہ اس کے فیصلہ اور فتویٰ پر لوگ عمل کریں یا اپنی بزرگی اور تقویٰ ظاہر کرنا تاکہ دوسرے دیکھ کر ایسا نیک عمل کریں۔ ایسی جگہوں پر اخفاء کا بہتر اظہار ہے۔ چنانچہ بعض بزرگوں نے کہا ہے: "رِيَاءُ الْاَخْيَارِ خَيْرٌ مِنْ إِخْلَاصِ الْمُرِيْدِيْنَ"۔

دیکھیں حضرت پیر دستگیر قدس سرہ نے قصیدہ غوثیہ میں کس قدر شان وشوکت سے اپنی ولایت اور کرامت کا اظہار کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ریاء کا تعلق دل سے ہے، نیت پر موقوف ہے۔ بعض نیک عمل کرنے سے ریاء ظاہر ہوتا ہے۔ بعض جگہ نیک عمل ترک کرنے سے ریاء ظاہر ہوتا ہے۔ مختلف حالات، مختلف مواقع اور مختلف شخصیات کی وجہ سے حکم مختلف ہو جاتا ہے۔ ایک وہ ہے جس کی نیند بھی عبادت ایک وہ ہے جس کا جاگنا بھی گناہ ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى۔

خدا تعالیٰ کی نظر آپ کے قلوب پر ہے نہ کہ آپ کی صورتوں اور اعمال پر۔ یہ باریک مسئلہ اچھی طرح سمجھنا چاہئے، کیونکہ شیطان کو انسان کے گمراہ کرنے کے بہت سے طریقے یاد ہیں۔

مسئلہ: نوافل اور نیک اعمال میں کسی کو ریاء کا خطرہ ہو تو وہ دفع کرنا چاہیے اور نیک عمل ترک نہیں کرنا چاہیے؛ ورنہ یہ وسوسہ کا سلسلہ لمبا ہوتا جائے گا اور شیطان اپنے مکر و فریب میں کامیاب ہوتا جائے گا۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ ذَالِکَ.

الغرض آپ پر فرض ہے کہ اپنی آنکھوں کی قیمت پہچانیں، اپنے نور کی حفاظت کریں جو چیزیں آنکھوں کو نقصان پہنچاتی ہوں، ان چیزوں سے بچیں اور جو فائدہ مند ہوں وہ استعمال کریں اول تو مٹی، دھواں، ہوا یا کسی موذی چیز سے آنکھوں کو بچائیں۔ بعض لوگ ریل گاڑی میں بیٹھے ہوئے ہوا کی مخالف رخ دیکھتے ہیں۔ اس سے کچھ موذی چیزیں اڑ کر آنکھوں میں پڑجاتی ہیں اور آنکھوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

(۲) سورج کو دیکھنا، یا بجلی کی تیز روشنی کی طرف دیکھنا یا کوئی بھی چمکتی ہوئی چیز کو دیکھنا جو آنکھوں کو خراب کردے (یہ سب) آنکھوں کے لئے نقصان رساں ہیں۔

(۳) باریک نقش نگاری کرنا، باریک الفاظ لکھنا، باریک الفاظ پڑھنا، خصوصاً رات کو شمعدان پر، باریک اخباریں یا کتابوں کے حاشیہ مطالع کرنا، عورتوں کے لئے باریک کڑھائی کا کام کرنا، مطلب یہ کہ جو کام کرنے سے آنکھوں کو تکلیف ملے وہ بصارت کے لئے نقصان کار ہے۔

(۴) زیادہ رونا، زیادہ جاگنا، زیادہ جماع کرنا، زیادہ کھا پی کر سوجانا، مبخرات، مغلظات، مثلاً گائے کا گوشت، کھجور، بینگن، بھینس کا دودھ، کچی لہسن، پیاز کھانا، آنکھوں کے لئے اچھے نہیں ہیں۔

(۵) سبزہ زار پر نظر کرنا یعنی دیکھنا، صبح و شام باغوں میں گھومنا، سبز کھیتوں میں چلنا بہتے ہوئے چشموں کا نظارہ کرنا، خوبصورت چہروں کو دیکھنا،

آنکھوں کے نور کو روشن کرنے والے اور دل کو فرحت دینے والے ہیں۔

(۶) صبح کو وضو کرتے وقت آنکھوں کو مسلکر، غلاظت، صاف کر کے دھو ڈالو، ٹھنڈے پانی کے چھینٹے آنکھوں پر لگاؤ تو آنکھیں بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہیں گی، گویا وہ آنکھوں کا غسل ہے جس طرح بدن کا غسل ہوتا ہے۔ رات کو سوتے وقت آنکھوں میں سرمہ لگانا بہت ہی اچھا ہے۔ ساری دنیا میں مقبول اور معمول ہے، علاوہ بر آں اس میں ثواب بھی ہے اور متابعت سنت بھی اور آنکھوں کی زینت بھی۔

کالا سرمہ عرق گلاب میں یا عرق بادیان میں اچھی طرح دو تین دن پیسیں اور پھر استعمال کریں، جس قدر باریک پیسیں گے اتنا ہی زیادہ بہتر ہوگا۔ اگر ہو سکے تو فی تولہ سرمہ کے پیچھے دو یا تین ماسہ سچے موتیوں کے اور دو تین رتی خالص مشک بھی ڈال لیں۔ یہ سرمہ بنائیں تو کافی کحل الجواھر اور نہایت مقوی بصارت ہوگا۔ موتی ڈال سکیں تو سچی سیپ چمکنے والی، جس کے اوپر سے کالی تہہ کھرچ کر اتاریں۔ (پھر) سرمہ کے ساتھ پیس کر تیار کریں۔

کہا گیا ہے کہ جو شخص سوتے وقت سونف کی پھکی پھا کے گا، اس کا نور ہمیشہ قائم رہے گا۔ اور نظر تیز ہوگی۔ سونف کھانے کے اور بھی فوائد ہیں۔ پیٹ کے درد، قبض، بدہاضمی کے لئے یہ بڑی اچھی چیز ہے۔ اس کے استعمال کی ہم آپ کو سفارش کرتے ہیں۔

دانتوں کی حفاظت

(دانت) آپ کے در دندان نہ فقط آپ کے منہ کی زینت یا گفتگو میں فصاحت اور نو بہار جوانی کی علامت ہیں بلکہ آپ کے کھانے کی مشین اور آپ کی صحت کے ضامن ہیں۔

لذت دنیا زن و دندان بود

بے زن و دندان جہاں زندان بود

یعنی دنیا کی لذت دانتوں اور بیوی سے ہے، سواء دانتوں اور بیوی کے یہ جہاں گویا قید خانہ ہے۔

سب طعاموں کی لذت اور مقوی لذیذ غذاؤں کے ہضم کرنے کا دارومدار ان پر ہے۔ دانتوں کے خراب ہونے اور مسوڑوں کے سوجنے سے کئی خراب مہلک بیماریاں مثلاً سل دق، T.B، ذیابطیس، نقرس، بد ہضمی اوجاع مناصل وغیرہ وغیرہ پیدا ہوتی ہیں۔ کیونکہ مسوڑوں کی پیپ ہر وقت تھوک نگلنے سے یا پانی پینے سے یا کھانا کھانے سے ملکر معدہ میں جاتی ہے، اس سے معدہ خراب، ہاضمہ خراب، پھیپھڑے خراب، جگر خراب، گردہ خراب ہوجاتے ہیں۔ مطلب کہ آپ کا بہترین سے بہترین کھانا بدبودار اور گندہ زہر آلود بنکر پیٹ میں جاتا ہے۔ پھر بھلا اندر والے شریف اعضاء ان سے (کھانے سے) کیا فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔

دانتوں کی حفاظت کے لئے، صاف شفاف اور صحیح رکھنے کے لئے سب سے بہترین علاج مسواک دیتا ہے۔ مسواک کرنے سے کتنے جسمانی اور روحانی فوائد ہیں، جس سے دانت صاف خوبصورت اور چمکدار بنتے ہیں۔ جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔ مسوڑوں کی گندگی اور منہ کی بدبو ختم ہوجاتی ہے۔ تالوں اور گلے میں جما ہوا بلغم نکل جاتا ہے۔ نزلہ اور زکام کو فائدہ ہوتا ہے۔ ہاضمہ قوی ہوتا ہے۔ اشتہا پیدا ہوتی ہے۔ جھوٹی بھوک اور پیاس جاتی رہتی ہے۔ آنکھوں کو روشنی ملتی ہے۔ آنکھوں میں نزول الماء کو فائدہ ہوتا ہے۔

کتابوں میں تقریباً تیس فوائد جسمانی اور روحانی اس کے (مسواک کے) دیئے ہوئے ہیں۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اگر ہمیں اپنی